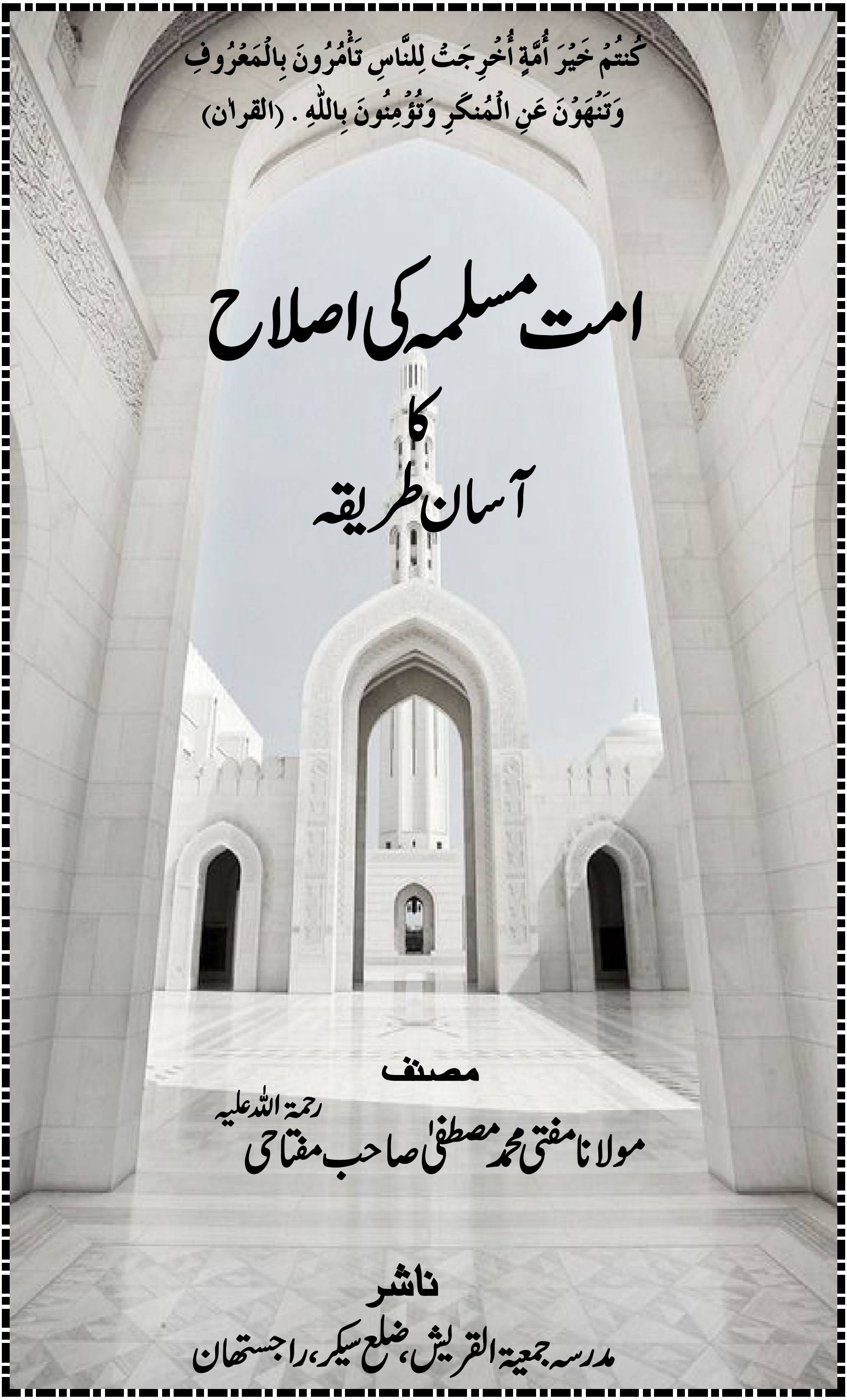

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ . (القرآن)

امت مسلمہ کی اصلاح
کا
آسان طریقہ

مصنف

رحمۃ اللہ علیہ
مولانا مفتی محمد مصطفیٰ صاحب مفتاحی

ناشر

مدرسہ جمعیۃ القریش، ضلع سیکر، راجستھان

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب:۔ امت مسلمہ کی اصلاح کا آسان طریقہ

مصنف:۔ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحیؒ (شیخ الحدیث)

سنہ طباعت:۔ بارِ اول: ۲۰۰۹ء

بارِ دوم: ۲۰۲۱ء

تعداد اشاعت:۔ اول: 500 دوم: 500

کمپیوٹر کتابت:۔ ابوسلیمان کمپوزنگ۔

ناشر:۔ مدرسہ جمعیۃ القریش، ضلع سیکر، راجستھان، انڈیا۔

امت مسلمہ کی اصلاح کا آسان طریقہ

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ . (ال عمران:۱۱۰)

ترجمہ: تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے برپا کی گئی ہے، تم نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

امت مسلمہ کو دنیا کی سدھار کی ذمہ دی گئی:

ختم نبوت کے بعد دنیا کے تمام انسانوں کو حق کی طرف دعوت دینے اور ان کی زندگیاں سدھارنے کی ساری ذمہ داری امت مسلمہ پر عائد ہوتی ہے، اس لئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب قیامت تک کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا، اگر مسلمان دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا نہیں کریں گے تو دنیا کی دوسری قومیں آخرت کے دن اللہ کے سامنے اپنی گمراہی کی ذمہ داری مسلمانوں پر ڈال دے گی، اور مسلمانوں پر الزام لگائے گی کہ یہ ہمارے ساتھ دوستی' تجارت' ملازمت، پڑوس اور وطن میں ساتھ رہتے تھے، حق اپنے پاس رکھتے تھے، حق سے واقف تھے، کبھی ہمیں نہ انہوں نے قول سے اور نہ ہی فعل سے اسلام سمجھایا، جبکہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ کے حیثیت سے ہمارے درمیان رکھے گئے تھے۔

مسلمانوں کو دنیا کی دوسری قوموں کے ساتھ خلط ملط کر کے رکھنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ دوسری قوموں کے درمیان رہتے ہوئے اسلام پر چلیں اور دوسری قوموں کو اپنے قول اور فعل سے اسلام سمجھائیں اور قرآن کی چلتی پھرتی مثال بنیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم کر کے امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان اور فضل فرمایا، یہ امت مسلمہ کے لئے بہت بڑا مرتبہ واعزاز ہے، اس پر چاہے کتنا ہی شکر ادا کریں کم ہے، ختم نبوت کے بعد جو ذمہ داری پیغمبروں پر ہوتی تھی وہ اب امت مسلمہ پر

آ چکی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نمائندہ بن کر مقامِ نبوت کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں، اس لئے امت مسلمہ خود دین پر چلتے ہوئے اپنے مقام و مرتبہ کو ذہن میں رکھ کر دنیا کے تمام انسانوں کے لئے خیر امت کا کردار ادا کرے اور خود اپنے آپ کی اور دنیا کے دوسرے انسانوں کی سدھار کی فکر کرے۔

برسوں سے مسلمان اپنے فریضہ سے غافل ہیں:

مگر افسوس کہ مسلمانوں کو کارِ نبوت کا فریضہ انجام دینے کی فکر ہے اور نہ وہ طریقہ جانتے ہیں، اپنے فریضہ کو بالکل بھولے ہوئے ہیں، ان کے بعض وہ لوگ جو یہ فکر رکھتے ہیں' وہ عام مجمعوں اور کثیر تعداد کو میدانوں یا مسجدوں میں جلسوں کی شکل میں جمع کر کے علی الاعلان عام مسلمانوں کو غیروں میں دعوت الی اللہ کا کام کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، جبکہ ہر انسان کی عقل و فہم، علم، صلاحیت، مجاہدے اور ایمانی قوت و کیفیت الگ الگ ہوتی ہے، چنانچہ اس طرح کی ترغیب پر ہر مسلمان دعوت کی باتیں اور قصے سنتے تو ضرور ہیں مگر اس کام کے لئے تیار نہیں ہوتے، اور نہ اپنی زندگیوں کے اعمال سے دعوت کا مظاہرہ کرتے ہیں، صرف کانوں سے مزہ لینے کے لئے واقعات سن لیتے ہیں، یہ خاص لوگوں کی عقلمندی و حکمت کا طریقہ کار نہیں ہے، اس لئے کہ کثیر تعداد مسلمانوں کی شعوری و حقیقی ایمان سے خالی ہے، اس طریقہ کار سے نہ ان کی سدھار ہوتی ہے اور نہ وہ دعوت دینے کے قابل بنتے ہیں، عیسائی حضرات کبھی اس طرح سے کھلے عام مجمعوں میں عام لوگوں کو ترغیب نہیں دیتے۔

باشعور' سمجھدار اور شعوری ایمان والوں کو اس کام کے لئے تیار کیا جائے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (آل عمران: ۱۰۴) تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو باقاعدہ اچھائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے، اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

پھر پوری امت کے منصب کے تعلق سے فرمایا کہ تم بہترین امت ہو جو انسانوں کی سدھار کے لئے نکالی گئی ہو، تم اچھائی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کام کا طریقہ کار یہ تھا کہ ہر شخص سے اس کی ذاتی صلاحیتوں کے لحاظ سے کام لیا جاتا تھا، ہر کس و ناکس کو دعوت کے کام پر نہیں لگایا جاتا تھا، البتہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عمومی طور پر یہ تاکید کی کہ تم میں کا حاضر، غائب تک ان باتوں کو پہنچادے، اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: بَلِّغُوا عَنِّی وَ لَوْ آیَة۔ میری طرف سے ایک آیت ہی کیوں نہ ہو دوسروں تک پہنچادو۔

اسلام قبول کرنے والوں کا تاثر اور مسلمانوں کی حالت

دنیا کا ایک مشہور پاکستانی کرکٹر جو یہودی سے مسلمان ہوا، اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ میں جس شہر لاہور میں پیدا ہوا، ماں باپ کے ساتھ زندگی گذاری، وہاں 95% آبادی مسلمانوں کی ہے، اور میں تقریباً مسلمان بچوں ہی کے ساتھ پوری تعلیم انہی کے اسکولس میں حاصل کیا، انہی سے دوستی رکھتا، کھیلتا اور ان کی صحبتوں میں رہتا تھا، مگر میں نے ان کی زندگی کے اعمال اور اخلاق کو کبھی اپنے سے الگ نہیں پایا، نہ ان کے طور طریقوں سے متاثر ہوا، اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد ویسٹ انڈیز کے کرکٹر لارڈ کلائیو کو اسلام سمجھا کر دعوت دی تو اس نے پوری بات سن کر کہا کہ کیا واقعی مسلمان ایسی زندگی گذار رہے ہیں؟

چین کا ایک نومسلم جس کا نام پہلے لیوتھا، جب اس کو اسلام کی دعوت دی گئی تو پہلے کہا کہ میں مسلمان ملکوں میں جا چکا ہوں، میں ان کی طرح مسلمان ہونا نہیں چاہتا، مسلمان زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں لیکن دل میں اپنے من پسند معبودوں کو بٹھاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نہیں کرتے، کہا کہ یہ لفّاظی ہے، ہماری کمیونٹیوں کا لیڈر ماوزے تنگ مرچکا ہے لیکن آج تک ہمارا لباس اس کے لباس جیسا ہی ہے، اس کے اقوال پر ہم عمل

کرتے ہیں، دوسروں کو دعوت بھی دیتے ہیں، مسلمان الحمدللہ رب العالمین کا اقرار نمازوں میں بار بار کرتے ہیں لیکن غیروں کی خوشامد کرتے ہیں، قرآن میں کوئی بات جھوٹ نہیں، وہ شک و شبہ سے بالاتر ہے، تو مسلمان حرام مال' دھوکہ وفریب سے کیوں کھاتے ہیں؟ اپنا سرمایہ عیسائی اور یہودی بینکوں میں سود حاصل کرنے کے لئے کیوں رکھتے ہیں؟ ہم کمیونٹیوں نے سود کی جڑ کاٹ دی، لیکن مسلمان کیسے لوگ ہیں کہ ان کے کرنے اور بولنے میں تضاد ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تمہارے لئے اللہ کافی نہیں ہے؟! لیکن مسلمانوں کا کعبہ' واشنگٹن، ماسکو، بیجنگ، لندن، پیرس اور جنیوا بن گیا ہے، آخر کیوں؟

اگر ہم مسلم معاشرے کا جائزہ لیں تو دعوت تو بہت دور کی بات ہے' وہ امت جسے خالص توحید اختیار کر کے ایمان لانے کی تعلیم دی گئی دوسری قوموں کے درمیان رہتے ہوئے توحید کا مظاہرہ کرنے کے بجائے شرکیہ عقائد واعمال کا مظاہرہ کرتی ہے، ارکانِ اسلام پر عمل دیکھیں تو مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد جمعہ اور عیدین کے علاوہ روزانہ پانچ وقت کی نماز ادا ہی نہیں کرتی، اکثر عورتیں پردے کی شکل بگاڑ کر حجاب کے نام پر مختصر اسکارف باندھتی ہیں یا پوری طرح بے پردہ رہتی ہیں، فیشن کے نام پر نیم عریاں اور چست لباس استعمال کرتی ہیں، مسلم اکثریت مغربی کلچر کی دیوانی ہے، فضول خرچی اور جاہلانہ رسموں میں گرفتار ہے، اکثر لوگ فحش کلامی اور گالی گلوج سے گفتگو کرتے ہیں، برائے نام اسلام کو مانتے ہیں، اور اسلام کی صرف رمضان ہی کی حد تک بے شعوری کے ساتھ صرف نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی پابندی کر لیتی ہے، اگر امت کی کثیر تعداد کی یہی حالت رہی تو ہم داعی کی ذمہ داریاں کیسے ادا کر سکیں گے؟

اکثر مسلمانوں کی زندگی اسلام سے بہت دور چل رہی ہے، نہ قول سے اسلام پیش کر رہے ہیں اور نہ ہی فعل (عمل) سے، عجیب بات ہے کہ جس قوم کو دعوت کی ذمہ داری نہیں تھی وہ دعوت کا کام کرنے کے لئے اپنے سارے عیش چھوڑ کر دنیا کے مختلف غریب ملکوں میں زندگی گذار کر اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کر رہی ہے، اور جس پر اللہ تعالیٰ نے دعوت کی ذمہ داری ڈالی تھی وہ یہود کی طرح غافل بن کر اللہ کی بغاوت میں گرفتار ہے، خود بھی اندھوں

کے راستوں پر چل رہی ہے، اور دنیا کو بھی اندھیروں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا، کتاب الٰہی کو برائے نام مانتی ہے، نہ قول سے اور نہ فعل سے دعوت کی فکر رکھتی ہے۔

قول سے دعوت دیں اور اعمالِ صالحہ کا اظہار کریں:

قرآن مجید میں داعی شخص کے لئے فرمایا گیا: **وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ** o (حم السجدہ: ۳۳) اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوگی جو اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں ایک مسلمان ہوں۔

اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں

انسان دو طرح کے اعمال کرتا ہے، ایک عمل اس کی ذات کو فائدہ دیتا ہے، اور اس سے وہ اللہ سے تعلق پیدا کر لیتا ہے، جیسے طہارت، وضو و غسل، نماز، روزہ، حج، پردہ، داڑھی کی پابندی کرنا، زنا، شراب اور جوا سے پرہیز وغیرہ' ان کو انسان کے ذاتی اعمال کہتے ہیں، ان اعمال سے دوسرے انسانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا، نہ ان کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، نہ دوسری قوموں کو ان اعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔

دوسرے کچھ اعمال ایسے ہیں، جن کی دنیا ہر زمانے میں محتاج اور ضرورت مند رہتی ہے اور وہ انسانوں میں ان اعمال والوں کو تلاش کرتے ہیں، ان پر اعتماد کرتے ہیں، ان سے قریب ہوتے ہیں، وہ اعمال جھوٹ نہ بولنا، دھوکہ نہ دینا، سچ بولنا، ایمانداری، امانت داری، دیانت داری، انصاف پسندی، ہمدردی، غمگساری، خیر خواہی، ایثار و قربانی، بے لوث خدمت، مساوات و رواداری، دکھ درد میں کام آنا، غصہ پی جانا، یکطرفہ صبر کرنا، یہ دعوتی اعمال کہلاتے ہیں، جب کسی انسان میں یہ صفات ہوتی ہیں تو دنیا کے تمام انسان چاہے کسی مذہب' کسی قوم کے کیوں نہ ہوں ایسے انسانوں پر اعتماد کرکے ہر مذہب والے ان کو پسند کرتے ہیں، ان کی باتوں کو سچا جانتے ہیں، اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ظاہر ہونے سے پہلے حضور اکرم ﷺ کو ایمان کی دعوت نہ دینے کے باوجود ان دعوتی اعمال

سے مکہ کی آبادیوں میں مشہور کیا گیا تاکہ آئندہ جو دعوت ملنے والی ہے اُسے سچی جانے، باطل دوسری قوموں کو متاثر کرنے کے لئے حق کی روِش اختیار کیا ہوا ہے۔

مسلمانوں کو سدھارنے کا آسان نفسیاتی طریقہ

جب مسلمان دینی احکام جاننے کے باوجود جان بوجھ کر احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں تو ایسی صورت میں ان کو سدھارنے کے لئے ان کی اصلاح کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ نفسیاتی طریقہ اختیار کریں اوران کے لئے دعوتِ دین کا آسان طریقہ سمجھائیں، اس لئے کہ صحابہؓ کا معاشرہ ایسا معاشرہ نہیں تھا، وہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد بے عمل نہیں رہتے تھے، اس آسان طریقہ سے ان کی اصلاح بھی ہوگی اور وہ دعوتی ذہن کے ساتھ آسانی سے دعوتی اعمال کا مظاہرہ بھی کرسکیں گے، جب ان کو قولوا لا الٰہ الاّ اللہ کی دعوت دینے کو کہا جاتا ہے تو ان کے ایمان میں کمزوری ہونے اور تقویٰ سے دوری اور دوسری قوموں سے عصبیت اور مخالفت کی وجہ سے کلمہ کی دعوت دینے کی ہمت نہیں کرتے، اس لئے عام مسلمانوں کو سب سے پہلے قول کے بجائے عمل سے داعی بننے کی ترغیب دی جائے، اس سے ان کی اصلاح بھی ہوگی اور وہ دعوتی اعمال پر چل کر اپنے عمل سے دعوتی اعمال کا مظاہرہ بھی کریں گے، ہر ملک میں عمل سے دعوت دینا ان کو آسان بھی نظر آئے گا اور وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں دعوتی عمل انجام دے کر اپنے آپ کو دعوت کی ذمہ داری ادا کرنے والے سمجھیں گے، اس کی وجہ سے خاص لوگ جو دعوت کا کام کرتے ہیں ان کی محنت کامیاب ہوگی اور دنیا کے دوسرے انسانوں کو اسلام کی تھیوری کے ساتھ صحیح عملی شکل نظر آئے گی۔

اگر عام مسلمان اپنی زندگی کے کاموں میں دعوتی اعمال اختیار نہیں کریں گے اور انسانوں کی ضرورت والے اعمال کے خلاف چلیں گے تو خاص لوگوں کی محنت رائیگاں جائے گی، دوسری قوموں کے لئے اسلام کو سمجھنا مشکل ہوجائے گا، اور مسلمانوں کا معاشرہ اسلامی معاشرہ نظر نہیں آئے گا، بہت کم فائدہ ہوگا، موجودہ زمانے میں مسلمانوں کا یہی

حال ہے، ان کو دوسری قوموں کے ساتھ ملا کر رکھنے کا مقصد ہی فوت ہو گیا، وہ دوسروں کے ساتھ رہتے ہوئے ذاتی اعمال نماز، روزہ، زکوۃ، حج، داڑھی، ٹوپی، پردہ جیسے چند اعمال ادا کرنے کے باوجود اسلام و غیر اسلام کے فرق کو ظاہر نہیں کر پا رہے ہیں، اس لئے کہ ان کے اعمال سے صرف ان کی ذات ہی کی حد تک فائدہ ہو رہا ہے اور ان کو یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ ہم کو نہیں اسلام کی تعلیمات دیکھئے، یہ اس لئے کہ وہ دعوتی اعمال سے خالی ہیں۔

ایک یوروپین لڑکی جو رومانیہ کی تھی اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد کہا کہ یورپ کے لوگ باوجود گندے کپڑے اور برے اعمال میں گرفتار ہیں، اللہ ان کے مقابلے مسلمانوں پر اپنا قہر ظاہر کر رہا ہے، اس لئے کہ وہ سچائی اپنے پاس رکھ کر حق اور سچائی کو جانتے ہوئے نہ خود حق پر چل رہے ہیں اور نہ دوسری قوموں کو وہ تعلیمات قول و عمل سے سمجھا رہے ہیں، جو لوگ بھی اسلام قبول کرتے ہیں ان کو بھی دین سکھانے کے بجائے عبادات کی مشق کروا کر دنیاداری سکھائی جاتی ہے، چنانچہ اسی لڑکی سے جب انٹرویو لیا جا رہا تھا تو اس کے اردو زبان سیکھنے، بولنے پر خوش ہو کر پوچھا گیا کہ کیا اس کو کوئی گانا یاد ہے؟ یا وہ کونسا ڈرامہ پسند کرتی ہے؟ یا لطیفہ بولنے یا عمدہ پاکستانی کھانوں کے نام بتلائے، اور شہر کے مقامات کے نام بتلائے، اس کو اپنے سسرال کی شادی میں ویڈیو بنا کر ساری دنیا کو نومسلم عورت کا مردوں کے ساتھ ناچتے گاتے اور تالیاں بجاتے دکھایا گیا، اس کو حجاب کا غلط تصور دیا گیا، جبکہ پاکستان ایک مسلم ملک ہے جہاں لوگ گانوں وغیرہ کے بہت شوقین نظر آتے ہیں، مسلم ممالک میں اسلامی پردہ بالکل نہ کے برابر ہے اور عورتیں ناچ گانے کی شوقین بنی ہوئی ہیں۔

تھیوری کے ساتھ پریکٹیکل کا ہونا ضروری ہے

اس لئے مسلم معاشرے کی ساری دنیا میں مثال اس دواخانے کی طرح ہے جس میں دو چار ڈاکٹر آپریشن اور علاج کرنے والے ہوتے ہیں، ان کے تحت کمپونڈر، نرس، وارڈ بوائے، دایہ، لیاب ٹیکنیشن، ایکسرے نکالنے والے ہوتے ہیں، وہ اگر بیمار ہوں دوائیں کتنی

ہی اچھی کیوں نہ ہوں تو ڈاکٹر اپنے علاج میں کامیاب نہیں ہوتے، مختصر فائدہ ہوتا ہے۔

یہی حال اکثر مسلمانوں کا ہے کہ وہ اسلام پر خود دعوتی اعمال کے ساتھ نہیں چلتے، مگر دنیا کے تمام انسانوں سے کہتے ہیں کہ اسلام سب سے اچھا مذہب ہے، آپ ہم کو نہ دیکھو اسلام کو پڑھو، حالانکہ تھیوری تو موجود ہے، اس کی پریکٹیکل شکل ہی موجود نہیں، ہر چیز کو سمجھنے کے لئے تھیوری کے ساتھ پریکٹیکل کا ہونا بھی ضروری ہے، تب ہی تھیوری سمجھ میں آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو، اور نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو پریکٹیکل بنایا تھا، موجودہ زمانے میں مسلمان صرف تھیوری سے اسلام سمجھانا چاہتے ہیں۔

☆ اس لئے جس طرح دواخانے کے تمام اسٹاف کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ میڈیکل اسٹاف ہے، ان کو اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا ہے، ورنہ دواخانہ بھی بدنام ہو جائے گا اور ڈاکٹروں کی محنت بھی رائیگاں جائے گی، اس لئے امت مسلمہ کے عام لوگوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ داعی کی حیثیت سے دنیا کے اس دواخانے میں رکھے گئے ہیں، انہیں زندگی کے تمام شعبوں میں داعی کا کردار ادا کرنا ہوگا، ورنہ وہ اللہ کے پاس مجرم بننے سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکیں گے، اپنے ہر عمل سے اسلام کا عملی مظاہرہ کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔

مسلمان، دیگر قوموں کے ساتھ ملا کر رکھنے کا مقصد جان کر زندگی گذاریں

عام مسلمانوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ اگر وہ قول سے دین کی بنیادی باتوں کی دعوت دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور دین کو سمجھا نہیں سکتے تو کم سے کم اپنے عمل سے دعوتی ذہن رکھ کر دعوتی اعمال کا مظاہرہ کریں اور دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح عملی شکل پیش کریں اور اپنے آپ کو آخرت میں مجرم بننے سے بچالیں، تاکہ ان کا نام دعوتی ذہن کی وجہ سے دعوتی اعمال کا مظاہرہ کرنے والوں میں کم از کم ادنیٰ داعی حضرات کی فہرست میں لکھا جائے، مسلمانوں کو احساس دلایا جائے کہ دوسری قومیں قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پڑھنے اور سمجھنے سے پہلے وہ مسلمانوں کی زندگیوں کو دیکھیں گی، غور کرے گی، اپنی اور ان کی زندگی کا تقابل کرے گی۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دنیا کی دوسری قوموں کے ساتھ ملا کر اس لئے رکھا ہے کہ عام مسلمان ان کے سامنے اسلام پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو کارِ نبوت کا ذمہ دار جان کر عملی اعتبار سے اسلام کی شکل دنیا کے سامنے پیش کریں اور قرآن مجید کی چلتی پھرتی مثال بنے رہیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد صحابہؓ کی زندگی مشرکین کی دعوت کا ذریعہ بنی

مسلمانوں کو احساس دلائیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صلح حدیبیہ کے بعد کے دو سال میں اور فتح مکہ کے بعد انسانوں کی جتنی بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا اس کی مثال مکہ معظّمہ کی ۱۳/سالہ زندگی میں نہیں ملتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳/سالہ نبوی زندگی کے تین سالوں میں جس کثرت کے ساتھ لوگ مسلمان ہوئے اتنے ۱۹/سال میں نہیں ہوئے، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ صلح حدیبیہ کے بعد عربوں کو اور خاص طور پر مکہ کے مشرکین کو شام جاتے ہوئے مدینہ میں مسلمانوں سے ملنے کی آزادی مل گئی تھی اور وہ لوگ اپنے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے ملنے مدینہ میں ان کے مہمان بنتے تو ان کو مشرکانہ معاشرہ کے مقابلے میں اسلامی معاشرے کے مسلمانوں کو قریب سے ساتھ رہ کر دیکھنے کا موقع ملتا رہا اور دونوں معاشروں کا کھلا فرق معلوم ہونے لگا اور مسلمانوں کی زندگی کا اثر ان پر پڑنے لگا، جس کی وجہ سے وہ اسلام سے متاثر ہوئے اور ایمان ان کے دلوں میں اترنا شروع ہوگیا، اپنی گندگی اور اسلام کی پاکی سمجھ میں آنے لگی، ان کو اپنی زندگی میں اندھیرا اور مسلمانوں کی زندگی میں روشنی اور اُجالا محسوس ہونے لگا۔

وہ دیکھنے اور محسوس کرنے لگے کہ وہ لوگ جو ان کے حسب نسب سے ہی ہیں، ان کے ساتھ پیدا ہوئے، پلے بڑے ہوئے ہیں، مکہ میں اخلاق رذیلہ میں مبتلا تھے، ننگا طواف کرتے، بے شرم و بے حیاء تھے، فحش کلامی کرتے، شراب کے دن رات عادی تھے، ذرا ذرا سی بات پر خون خرابے پر اتر جاتے، زنا کے عادی، لوٹ مار اور بے ایمانی کرتے، دھوکہ

اور فریب میں مبتلا تھے، بتوں کو پوجتے، حرام اور ناپاک کھاتے اور بے طہارت، ناپاک اور گندے رہتے، ان کے چہروں پر گناہوں کی لعنت برستی تھی، کوئی قبیلہ رات کو حفاظت و سکون سے سو نہیں سکتا تھا

اتنے کم وقت میں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے فرشتوں جیسے بن گئے، انسانوں میں بلند و اعلیٰ اخلاق والے بن گئے، ہم ان کے مقابلے حیوانوں سے بھی گری ہوئی ناپاک زندگی گذار رہے ہیں، حالانکہ ہم اور یہ انسان ہی ہیں، ان کی انسانی ہمدردی کا حال یہ ہے کہ اپنے بچوں کو اور خود کو بھوکا رکھ کر مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہیں، اپنے منہ کا نوالہ بھوکے انسانوں کو کھلاتے ہیں، پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کرتے ہیں، مسافروں محتاجوں، یتیم و مسکینوں کو مدد کرتے ہیں، اپنی بیوی سے ہٹ کر دوسری عورتوں پر شہوت کی نگاہ نہیں ڈالتے، قرض لے کر نہیں ڈبوتے، خود غرضی سے دور ہیں، انسانوں کی مدد کے لئے دوڑتے ہیں، یتیموں اور مسکینوں کے مال کی حفاظت کرتے ہیں، ان کی بہترین پرورش کرتے ہیں، تعصب نہیں رکھتے، امانت و دیانت داری، سچائی اور ایمانداری کے ساتھ تجارت اور دیگر معاملات کرتے ہیں، جھوٹ، فریب، دھوکہ، خیانت اور وعدہ خلافی نہیں کرتے، جوّا، شراب، زنا، سود، رشوت، چوری وغیرہ ہر قسم کی برائیوں سے دور ہو گئے۔

کل تک ان کی عورتیں جو ہمارے سامنے نکلتی تھیں' آج ہم سے ہی پردہ کرتی ہیں، آج ان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا، ناچ گانا بجانے کے شوقین' آج سختی سے نفرت کرتے ہیں، آخر ان میں اور ہم میں زمین و آسمان کا فرق کیسے پیدا ہو گیا؟ ابھی ابھی مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد اتنی کم مدت میں کلمہ پڑھتے ہی اتنا بڑا بدلاؤ کیسے آ گیا؟ اتنا بڑا انقلاب اور تبدیلی کیسے آ گئی؟ اور یہ نورانی چہروں والے مثالی انسان کیسے بن گئے؟ ان کو مسلمانوں کی کی یہ عملی زندگی کے حالات سوچنے پر مجبور کر دیتے۔

واپس جا کر مکہ میں صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کے تذکرے کرنے لگے، جس کی وجہ سے ان کے افراد خاندان بھی متاثر ہونے لگے، اور وہ جان گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے لائے ہوئے دین ہی سے ان کی تربیت ہوئی اور اسی میں کامیابی ہے، یہ لوگ رسمی اور بے شعوری کے ساتھ کلمہ نہیں پڑھے اور ایمان کا اقرار کئے، بغیر سوچے سمجھے ایمان قبول نہیں کئے، ان کا ایمان حلق سے اتر کر دلوں میں جگہ بنا چکا تھا، وہ کلمہ پڑھ کر کلمہ کے حقوق جان گئے اور کلمہ کی ذمہ داریوں سے واقف ہو گئے، اسی لئے وہ کلمہ کے نور کو زندگی کے ہر شعبے میں ظاہر کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے ہم میں اور ان کے عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو گیا ہے، اور وہ شرکیہ عقائد و اعمال سے دور ہو گئے ہیں، ان کو اپنی اور صحابہؓ کی زندگیوں میں کھلا فرق نظر آ گیا۔

صحابہ کرامؓ کا معاشرہ ایمان قبول کرنے کے بعد ایک دم جہالت، گندگی، اللہ کی بغاوت سے نکل کر غیر مسلموں کی زندگیوں سے بالکل الگ ہو جاتا تھا، مگر بعد کے زمانوں میں اسلام جب دنیا میں پھیلا تو تربیت کے نہ ملنے کی وجہ سے مسلمان اور غیر مسلموں کی زندگی میں فرق ختم ہو گیا، اور غیر مسلموں کو اسلام و غیر اسلام کا فرق معلوم ہونا مشکل ہو گیا۔

موجودہ زمانے میں مسلمانوں کا ایمان اور اسلام دنیا کے انسانوں کو صرف کتابوں، لائبریریوں، دینی مدارس اور مساجد کی حد تک ہی نظر آتا ہے، مگر مسلمانوں کے اعمال سے ظاہر نہیں ہوتا، وہ زبان سے اسلام کی تعریف کرتے ہیں مگر عمل سے اسلام کی مثال پیش نہیں کرتے، بہت سے اعمال میں غیر مسلموں کی مشابہت رکھتے ہیں۔

داعی بنانے کے لئے سب سے پہلے ان دو صفات کی تلقین کریں

عام مسلمانوں کو داعی کا کردار ادا کرنے سے پہلے صادق و امین کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی ترغیب دیجئے، اکثر داعی احباب میں بھی یہ دو صفات کی زبردست کمی ہے، اس کو وہ اہمیت نہیں دیتے، عام مسلمانوں میں یہ دو صفات کی کمی کی وجہ سے اسلام کا امیج بہت خراب ہو رہا ہے، اس لئے انہیں احساس دلائیے کہ وہ اگر دعوت کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے اندر صادق و امین کی یہ دو صفات لازمی طور پر پیدا کریں، ان

صفات کی وجہ سے انسان کی زبردست اصلاح ہوتی ہے اور دنیا کے دوسرے انسانوں کو اسلام کی صحیح تصویر نظر آئے گی، ان دو صفات کی وجہ سے داعی ہمیشہ سچ بولے گا، جھوٹ سے نفرت کرے گا اور جھوٹ کو منافقانہ عمل اور گناہ کبیرہ سمجھے گا، سچائی کا احساس پیدا کرکے ہمیشہ وعدہ اور معاہدہ کی پابندی کرے گا، وہ یہ احساس رکھے گا کہ اس کے آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس وعدہ کی پابندی نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔

داعی سچا اور ایماندار بن کر تجارت و نوکری کرے گا، دھوکہ، فریب اور غبن کو گناہ تصور کرکے ان سے بچے گا، اپنے کو سچا جان کر وقت کی اور زبان کی پابندی کرے گا، یا پھر وعدہ ہی نہیں کرے گا، وعدہ خلافی کو اللہ کی نافرمانی سمجھے گا، سچائی پر قائم رہنے اور داعی کا کردار ادا کرنے کے لئے دنیا کی لالچ کی خاطر شیطان کے بہکاوے میں کسی پر جھوٹا مقدمہ جھوٹی تہمت نہیں لگائے گا، چوری کو خیانت اور حرام سمجھے گا، حرام اور ناجائز راستوں سے مال حاصل کرنے کو گناہِ کبیرہ سمجھے گا، دوسروں کے مکانوں، دُکانوں کو کرایہ پر لے کر امانت جانے گا، کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنے کو بے ایمانی اور خیانت جانے گا، قرض لے کر واپس کرنے کے لئے بے چین و بے قرار رہے گا، قرض، مکان اور دُکان کو امانت جانے گا، قرض ادا کرکے سکون پائے گا، اور یہ احساس رکھے گا کہ اس کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس امانت داری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قرضدار کی روح قرض ادا ہونے تک آسمان و زمین کے بیچ معلق رہتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض ادا نہ کرنے پر جنازہ کی نماز نہیں پڑھائی۔

دوسروں کی عورتوں کا اپنی ماں بہن اور بیٹی کی طرح احترام کرے گا، اور امانت جان کر ان کی حفاظت کرے گا، لڑائی جھگڑوں اور اختلافات میں اپنے اور غیر کے تعصب سے پاک رہ کر امانت کے ساتھ انصاف کرے گا، اپنی آنکھوں، زبان، کان اور دوسرے اعضاء کو اللہ کی امانت جان کر زنا سے دور رہے گا، اور اپنے اعضاء کو گناہوں میں استعمال نہیں کرے گا، دولت کو اللہ کی نعمت و امانت جان کر فضول خرچی سے بچ کر اس کا صحیح

استعمال کرے گا، شیطان کے بھائی بننے کو تیار نہیں ہوگا، کسی ادارے اور کمپنی کا ذمہ دار بن جائے تو امانت کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرے گا اور وہاں کے مال اور سامان کو ذاتی مصرف میں استعمال کرنا خیانت تصور کرے گا۔

گواہی دینا پڑے تو صحیح اور سچی گواہی دے گا، جھوٹی گواہی گناہ سمجھ کر نفرت کرے گا، کسی کے روپے پیسے، سونا چاندی اور زیورات وغیرہ اس کے پاس امانت رکھے جائیں تو بے ایمانی و خیانت نہیں کرے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غیر مسلم سفر پر جاتے وقت اپنی عورتوں اور روپیہ پیسہ صحابہ کرامؓ کے پاس حفاظت سے رکھ کر جاتے تھے، اپنے مشرک و کافر رشتہ داروں کے پاس نہیں رکھتے تھے۔

غرض یہ کہ یہ دو صفات اگر کسی مؤمن میں آجائیں تو وہ آسانی سے آدھے دین پر چل سکتا ہے، اور اس کی زندگی دوسرے انسانوں کے لئے مثال اور نمونہ بن جاتی ہے، اور دنیا کو اسلام کی صحیح شکل نظر آتی ہے، اس لئے سب سے پہلے ہمارے باشعور علماء کو ہر مسلمان کو دعوتی ذہن دینے اور داعی بننے کے لئے اپنے اندر ان دو صفات کو پیدا کرنے کی تلقین کرنا ہوگا، دنیا کے دوسرے انسانوں کو نماز، روزہ، حج، داڑھی، پردہ، برقعہ، غسل اور وضو سے پہلے بیان کردہ اعمال والے انسانوں کی ضرورت تھی، ضرورت ہے اور ضرورت ہر زمانے میں رہے گی، اور دنیا ایسے ہی انسانوں کو سچا، امانت دار سمجھتی اور بھروسہ کرتی ہے، اسی سے اسلام اور غیر اسلام کا فرق آسانی سے انسانوں کو نظر آتا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کو ظاہر کرنے سے پہلے انہی صفات سے آراستہ کیا تھا جو دنیا کے سارے انسانوں کی ضرورت ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہی صفات کی وجہ سے پورے مکہ میں صادق وامین کے لقب سے پکارے جاتے تھے، کریم ابن کریم ابن کریم مانے جاتے، غریبوں، کمزوروں، قرض داروں، بیواؤں، یتیموں، مفلسوں اور مسافروں کی مدد کرنے والے سمجھے جاتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ۴۰ رسالوں تک کلمہ کی دعوت دینے سے پہلے انہی صفات

کے ذریعہ سچائی کا اثر انسانوں پر ڈالا تھا کہ آئندہ جو دعوت ملنے والی ہے اس کو سچا جانے، ہمارے بزرگوں کو اللہ کی اس حکمت پر غور کرنا چاہیئے، اس کی وجہ سے مسلمانوں کی اصلاح بھی ہوگی اور وہ اپنے اعمال سے دعوتی اعمال کا مظاہرہ کریں گے اور اسلام کی عملی تصویر دنیا کے سامنے پیش کریں گے، ان صفات سے محروم ہونے کی وجہ سے وہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود بھی دنیا کے دوسرے لوگوں کو اسلام سمجھانے کے قابل نہیں بن پا رہے ہیں، اس لئے کہ ان عبادات کو ادا کرتے ہوئے ان کی زندگی اور غیر مسلموں کی زندگی کا فرق ظاہر نہیں ہو رہا ہے، اگر وہ زندگی کے دوسرے تمام کاموں اور شعبوں میں اللہ کی بغاوت و نافرمانی کریں گے تو ظاہر میں غیر مسلموں اور ان میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

عام مسلمانوں کو یکطرفہ صبر اختیار کرنے کی تلقین کی جائے

سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اعمالِ صالحہ کے ساتھ حق کی دعوت دینے اور وصیت کرنے کے لئے صبر اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے، مگر مسلمانوں کے پاس صبر نام کی چیز ہی نہیں رہی، نہ وہ اپنوں کے ساتھ صبر کر سکتے ہیں اور نہ غیروں کے ساتھ، ذرا ذرا سی بات پر اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہتے ہیں، ان کو اپنے منصب کا احساس بھی نہیں، دنیا کے کسی دواخانے میں اگر پاگل انسان ڈاکٹر پر پیشاب کردے تو ڈاکٹر اس کا گریبان پکڑ کر نہیں لڑتا بلکہ صبر اور برداشت کر کے محبت کے ساتھ اس کو صحت مند بنانے کی فکر کرتا ہے، علاج کے طریقے سوچتا ہے، مگر روحانی علاج کے ڈاکٹر اور استاد اپنے مریضوں کا علاج کئے بغیر پڑھائے لکھائے بغیر شاگردوں اور مریضوں سے لڑنے مارنے تیار ہو جاتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں، جبکہ دنیا کا کوئی عقلمند تاجر گاہک کی بدتمیزی اور بے عزتی کی بات کرنے پر محض اپنا مال فروخت کرنے کے لئے اس گاہک کو برداشت کرتا ہے، عاجزی و نرمی اور برداشت کے ساتھ اپنا مال فروخت کرنا چاہتا ہے، ہم دین و اسلام دوسروں تک پہنچانے کے عظیم کام میں صبر و برداشت کا مادّہ نہیں رکھتے، صبر نہ ہونے کی وجہ سے غیر مسلموں سے ہر

ملک میں الجھے ہوئے ہیں اور اسلام کی دعوت اور عملی شکل بگاڑ رہے ہیں، اور دعوت دینے کے ماحول کو ختم کر رہے ہیں جبکہ جان و مال کو ہم جنت کے عوض میں فروخت کر چکے ہیں۔

تجارت دعوتِ دین کا زبردست ذریعہ ہے

عام مسلمانوں کو احساس دلایا جائے کہ تجارت ان کے لئے دعوتِ دین اور اسلام کا عملی مظاہرہ کرنے کا بہت آسان ذریعہ ہے، انسانوں کو علماء اور خاص لوگوں سے زیادہ رات دن تاجروں سے سابقہ بہت زیادہ پڑتا رہتا ہے، اس لئے وہ سچے وامانت دار داعی تاجر کا کردار ادا کریں اور اپنی تجارت سے اسلام کا مظاہرہ کرتے رہیں۔

تاجر کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ پہلے داعی ہے اور اندر سے داعی کا احساس رکھ کر دُکان پر بظاہر تاجر کی حیثیت سے بیٹھے، اس سے اس کو تجارت کرتے ہوئے دین کی دعوت کا ثواب بھی ملے گا، اگر تجارت کے ذریعہ داعی کا کردار ادا کرنا چاہتا ہے تو اللہ کی خاطر سچا تاجر بن کر دعوتی اعمال کے ساتھ تجارت کرے، مال کی جھوٹی تعریف نہ کرے، اور مال کا عیب ونقص بتلا کر مال فروخت کرے، جھوٹی قسمیں نہ کھائے، جھوٹ بول کر نقص وعیب دار اور نقلی مال فروخت نہ کرے، جھوٹی قسم کھا کر غلط خریدی قیمت نہ بتائے، وعدہ کو امانت جان کر وعدہ کے مطابق گاہک کو مال اگر وقت پر نہ دے سکتا ہو تو ٹیلیفون پر معذرت کر کے مزید وقت لے، دوسروں سے کم منافع پر مال فروخت کرے، دفتروں، جہازوں، کمپنیوں، دواخانوں، شاپنگ مالوں اور دُکانوں پر عورتوں اور لڑکیوں کو ریسپشنسٹ، ایرہوسٹس، نرس اور سیلس گرل بنا کر لوگوں کو زنا کی دعوت نہ دے، گانے بجانے اور نیم عریاں تصاویر لگا کر گاہک کو زنا میں مبتلا نہ کرے، اس کی وجہ سے مسلمانوں کا دوسرے انسانوں پر خراب اثر پڑتا ہے، مسلمانوں میں نماز، روزہ اور حج ادا کرنے کے باوجود اسلام کی شکل نظر نہیں آتی، عام طور پر تاجر مال فروخت ہو جانے کے بعد غرض پوری ہونے کے بعد گاہک سے اخلاق سے پیش نہیں آتے، جہالت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کے بڑے تاجر تھے، انہوں نے اپنے ملازموں کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر کسی کپڑے میں نقص ہو تو بتلا کر فروخت کرو، ایک مرتبہ ملازم نے بغیر نقص بتلائے کپڑا فروخت کردیا، امام صاحبؒ کو معلوم ہوا تو آپ نے گاہک کو تلاش کیا اور قیمتِ فروخت کم کردی اور پیسے واپس کئے۔......لوگ سچے و ایماندار تاجر کے پاس اس پر اعتماد کرکے دور دور سے آکر مال لیتے ہیں۔

داعی کا کردار ادا کرنے والا تاجر یہ جانتا ہے کہ اس کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بازار میں اناج کے ڈھیر میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو اندر بھیگے ہوئے چاول پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھوکہ دے کر تجارت کرنے والا تاجر ہم میں سے نہیں۔

داعی کا کردار ادا کرنے والا تاجر کبھی بھی شراب، خنزیر کا گوشت، سودی کاروبار، ہرّاج کی چٹھیاں، رہن کے مکانات' چاہے اس سے کتنا ہی مال ملتا ہو اُن کی تجارت نہیں کرتا۔

مسلم ممالک کے جہازوں میں عورتیں ایر ہوسٹس بن کر شراب تقسیم کرتی ہیں، ان اعمال میں مبتلا رہ کر نماز، روزہ اور حج کرنے کے باوجود دعوتِ دین نہیں دے سکتے۔

اگر کوئی مسلمان درزی کا کام کرتا ہو، تو داعی کا کردار ادا کرنے کے لئے ایمانداری سے داعی اسلام کی حیثیت سے بچا ہوا تھوڑا سا کپڑا بھی واپس کردے، میکانک داعی کی حیثیت سے جھوٹ سے بچ کر کسی بھی مشین کو بنانے، مشین کی خرابی سے زیادہ پرزے نہ منگائے اور نہ جھوٹ بول کر پرزوں کے زیادہ استعمال ہونے کا حساب بتائے، ٹھیلہ بنڈی پر تجارت کرنے والے اور دکاندار بھی سیمپل ایک بتاتے ہیں اور دیتے وقت دوسرا مال یا خراب مال دیتے ہیں، یہ خیانت اور دھوکہ میں شمار ہوگا، ایسا نہ کریں، اس سے مسلمان تاجر جھوٹے بن جائیں گے اور اسلام کی امیج خراب ہوجائے گی، اور وہ اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں کرسکیں گے، دودھ اور گھی فروخت کرنے والے تاجر سچے داعی کا کردار ادا کرنا چاہتے ہوں تو دودھ میں پانی اور نقلی گھی، شہد اور نقلی دوائیں فروخت کرکے دھوکہ نہ دیں۔

اسی طرح سچائی اور ایمانداری کی صفات اختیار کرتے ہوئے داعی کا کردار کرنے

کے لئے ناپ تول میں کمی نہ کریں، لیتے وقت زیادہ اور دیتے وقت کم نہ تولیں، قرآن مجید نے ایمان والوں کو خاص طور پر اس طرح کے عمل سے سختی سے منع کیا ہے، نوکری کرنے، محنت مزدوری کرنے والے بھی کام میں چوری کر کے پوری اجرت لیں تو یہ بھی ناپ تول میں کمی اور خیانت ہے۔

یہ تمام اخلاقِ رذیلہ اختیار کرنے سے اسلام کی شکل دوسرے انسانوں کے سامنے بگڑ جاتی ہے، اور یہ تمام اعمالِ رذیلہ کر کے اگر تاجر نماز روزہ اور حج کی پابندی کرے تو اس کی ان عبادات سے دوسروں کو اسلام سمجھ میں نہیں آتا، چاہے آپ اسلام کو کتنا ہی اچھا بتلائیں دنیا مسلمان کے اعمال کو دیکھ کر اسلام کا اندازہ غلط لگائے گی اور اسلام سے دور چلی جائے گی، ہم بداعمالیاں تو چھوڑتے نہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہمیں نہ دیکھئے اسلام کو پڑھئے۔

گاڑی چلانے والے ڈرائیورس سے بھی اسلام کی شکل خراب ہو رہی ہے!

ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں بہت سے مسلمان تعلیم حاصل نہ کر کے ڈرائیور بن کر مختلف گاڑیاں چلاتے ہیں، ان کو دعوتی ذہن نہ ہونے کی وجہ سے جہالت اور بے دینی کا شکار ہوتے ہیں، ان میں کی بڑی تعداد نماز کی پابندی نہیں کرتی، اور جہالت سے برتاؤ اور بے ایمانی کر کے مسلمانوں کے جاہل اور لڑاکو ہونے کا احساس بھی دلاتے ہیں، دنیا کی سبھی قوموں کا اس ڈرائیور طبقہ سے بہت سابقہ پڑتا رہتا ہے، دوسرے لوگ ان کو مسلمان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں، اور ان کے برتاؤ اور سفر کی مسافت سے زیادہ کرایہ لینے اور کرایہ سے بڑھ کر پیسے وصول کرنے سے لوگوں پر ان کا اچھا اثر نہیں پڑتا، اگر ان کو کہا جائے کہ آپ لوگ دن رات راستوں پر رہتے ہیں، اگر نماز کی مکمل پابندی نہیں کر سکتے تو کم از کم ادنیٰ داعی کی حیثیت سے ڈرائیور بن کر مسلمان ہونے کا مظاہرہ کریں، اور اسلام کی شکل خراب نہ ہونے دیں۔

انسانوں کو جھوٹ بول کر دھوکہ نہ دیں، جتنی سفر کی مسافت ہے اتنا ہی کرایہ لیں، ہو سکے تو داعی بن کر غیر مسلموں کو متاثر کرنے کے لئے نرمی واخلاق سے بات کریں اور دو چار روپئے کم کرایہ لیں، میٹر کے حساب سے لیں، اپنے چہرے اور حلیے کو غنڈوں اور

آوارہ لوگوں جیسا بنا کر نہ رکھیں، اسلامی لباس، داڑھی، ٹوپی اور با اخلاق ونرم گفتگو کے ذریعہ شریف اور نیک انسان نظر آئیں تاکہ دیکھنے میں لوگ نیک انسان سمجھیں، تو دنیا کے دوسرے لوگ غیر مسلموں کی گاڑیوں میں جانے سے زیادہ داڑھی والے، شریف مسلمان ڈرائیور کی گاڑی میں جانے کو بہتر سمجھیں گے اور ان کی گاڑی میں سفر کو اپنی حفاظت کا ذریعہ سمجھیں گے، مسافر سامان بھول جائیں تو داعی کی حیثیت سے ان کے گھر لے جا کر دیں، اس سے لوگ بہت اثر لیتے ہیں، انسان کے لباس ہی سے شریف اور با اخلاق ہے یا جاہل، اَن پڑھ، غنڈہ اور بد اخلاق سمجھ میں آجاتا ہے، لہٰذا خاص طور پر ہر انسان سے نرمی و اخلاق سے پیش آئے اور داعیانہ کردار کا مظاہرہ کریں۔

دفتری ملازمین کو دعوتی اعمال کے مظاہرہ کا بہت موقع ہوتا ہے

دفاتر اور دیگر شعبوں میں ملازمت کرنے والوں کو دوسری قوم کے لوگوں سے خاص لوگوں کے مقابلے عام مسلمانوں کو بہت سابقہ پڑتا ہے، اور وہ اپنی ملازمت میں دعوتی اعمال کا زبردست مظاہرہ کر سکتے ہیں، ایسے ملازم پیشہ مسلمانوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ پہلے اندرونی اعتبار سے داعی بنیں، اندر سے دعوتی ذہن رکھ کر دفتر، کمپنی اور دکان میں داعی کی حیثیت ملازمت کریں۔

اپنے اعمال سے دعوت کا مظاہرہ کرنے کے لئے سب سے پہلے وہ جس حکومت، کمپنی اور دکان پر ملازمت کر رہے ہیں وہاں کے اصول، ضابطوں اور قانون کی سختی سے پابندی کرنے کو اپنے اوپر لازم کرلے، جتنے وقت کا معاہدہ ہوا اس وقت کی سختی سے پابندی کرے، رخصت کے دن سے زیادہ غیر حاضر ہوں تو اپنی طرف سے کہہ کر غیر حاضر ہونے والے دنوں کی اجرت کٹوادیں، مالکِ ادارہ و کمپنی چاہے دیکھے یا نہ دیکھے ایمانداری و دیانتداری سے کام کو مکمل کرے، کام چور نہ بنے، اس لئے کہ وہ معاہدے کے تحت اتنے وقت کی پوری اجرت لیتا ہے، ملازمت اور کام کے دوران جھوٹ بول کر یا مالک کو نقصان پہنچا کر

دھوکہ نہ دے، نوکری اور کام کے اوقات میں ٹی وی، اخبار اور ناولوں کا استعمال نہ کرے، نہ نوکری کے اوقات میں اپنے ذاتی کام شادی بیاہ میں شرکت یا بچوں کو اسکول لانے وغیرہ کا کام نہ کرے، نوکری میں سفر وغیرہ کا خرچ جھوٹ بول کر بڑھا چڑھا کر نہ لے۔

اگر دفتر اور کمپنی کے اوقات میں اپنے ذاتی اور ضروری کام پر جائیں تو مسلمان داعی ہونے کا احساس دلاتے ہوئے اتنے وقت کے برابر زیادہ وقت کام کریں، اکثر لوگ دفتر جا کر حاضری رجسٹر میں دستخط کر کے اپنے ذاتی کام بھی کرتے اور کمپنی کا کام باقی رکھتے ہیں، پھر معاوضہ بھی پورا پورا لیتے ہیں، یہ خیانت ہے، ایمانداری نہیں ہے، اس طرح ملازمت کرتے ہوئے اپنے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کے ذریعہ اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں کر سکتے، اگر نوکری میں گاڑی یا چپراسی دیا جائے تو ان کو ذاتی کاموں میں استعمال نہ کریں۔

ضابطہ و قانون کے خلاف رشوت لیکر قانون توڑنے یا فرضی طریقوں سے قانون سے فائدہ اٹھانے والے طریقے نہ بتلائیں، یہ عمل دیانتداری کے خلاف ہے، نماز اور لنچ کے لئے جتنا وقت دیا جاتا ہے اتنے ہی وقت میں یہ کام کرلیں، ملازمت میں رشوت نہ لے کر لوگوں کی مدد کریں اور احساس دلائیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے ایمانداری سے نوکری کرتے ہیں، رشوت کو حرام جانتے ہیں، اس سے مسلمانوں کا دوسرے قوموں پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور وہ رشوت نہ لینے والوں کی بہت عزت اور قدر کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کی عزت بڑھاتا ہے۔

بہت سے لوگ دکانوں پر نوکری کر کے مال اور پیسہ چوری بھی کرتے ہیں، ملازمت کی جگہ کا مال گھر لے جا کر استعمال کرنا خیانت اور چوری ہے، دکان پر کام کرنے والے اڈوانس قرض لے کر ڈبو دیتے ہیں یا نوکری چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں، یہ عمل بے ایمانی کا ہے، اس سے مسلمان کا امیج خراب ہو جاتا ہے، اس طرح کے اعمال سے نماز، روزہ اور حج ادا کرنے کے باوجود مسلمان اپنے اعمال سے انسانوں کو متاثر نہیں کر سکتے، اس طرح کے اعمال سے مسلمان بدنام ہو جاتے ہیں اور اسلام کی شکل

خراب ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگ مسلمانوں کو بے ایمان سمجھتے ہیں اور اسلام اور غیر اسلام کے فرق کو نہیں سمجھ سکتے۔

داعی دُکان یا کارخانوں میں کسی کو ملازم رکھے تو دن اور وقت پورا ہوتے ہی اس کی پوری پوری اجرت بغیر کسی تاخیر کے پسینہ سوکھنے سے پہلے دے دیں، نوکروں، ڈرائیوروں خدمت گاروں اور غریبوں کے ساتھ مساواتِ انسانی کا سلوک کریں، ان کو باعزت انداز سے پکاریں اور بلائیں، ان کو گرا ہوا، کمتر اور ذلیل نہ سمجھیں، برے القاب سے نہ پکاریں، ان کو ایسی عزت دیں کہ وہ نوکر اور چھوٹے طبقہ کے ہونے کے باوجود مالکِ دُکان سے بہت محبت کرنے والے بن جائیں، اپنے طبقہ سے زیادہ مالک کے پاس عزت وسکون محسوس کریں۔

☆ ایک صاحب اپنے گھر میں چونا کرنے کے لئے مزدور کو لگایا، وہ دوپہر کے کھانے کے لئے نہ توشہ لایا اور نہ گھر گیا، انہوں نے دریافت کیا اور معلوم ہوا کہ توشہ نہیں لایا تو اس کو اپنے دسترخوان پر بلایا، اپنے ساتھ بازو بٹھایا اور اس کو پلیٹ دے کر اس کو کھانا کھلایا، اس مزدور نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ''صاحب! میری قوم کے لوگ میرے طبقہ والوں کو ایسی عزت نہیں دیتے جو آپ مسلمان ہو کر مجھے عزت دے رہے ہیں۔''

☆ میناکشی پورم میں ایک بزرگ' اپنے غیر مسلم نوکروں کو جن کو ان کی قوم میں نیچ ذات کا سمجھا جاتا تھا' اپنے حمام میں نہانے دیتے، اپنا صابن استعمال کرنے دیتے، اپنی گلاس میں اپنی صراحی اور گھڑے سے پانی پینے دیتے اور اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر محبت اور مساواتِ انسانی سے پیش آکر کھانا کھلاتے تھے، اپنے بورویل سے گھروں کو پانی لینے دیتے، اور اپنے کھیت کے راستے سے ان کی میتوں کو لے جانے کی اجازت دیتے تھے، جبکہ نوکروں کی قوم کے لوگ ان نیچ ذات والوں کو اپنے نل اور کنویں سے پانی لینے نہیں دیتے اور نہ ان کی میت کو اپنے گھروں کے سامنے اور کھیتوں میں سے جانے دیتے تھے، ان کو کاغذ اور پتّوں میں کھانا ڈال کر گھر کے باہر بٹھا کر کھانے دیتے تھے، اس بزرگ کے

حسن سلوک اور مساواتِ انسانی سے متاثر ہوکر ان کے سارے قبیلہ نے اسلام قبول کرلیا، اور ان کی سمجھ میں آ گیا کہ ان کی قوم ان کو نیچ ذات سمجھتی ہے اور یہ عزت والا مقام صرف اسلام ہی سے مل سکتا ہے، اس لئے کہ اسلام مساوات انسانی کا سبق دیتا ہے۔

☆ ایک غیر مسلم بوڑھی ایک مسلمان کے گھر کام کرتی تھی، سردی کے دنوں میں کانپ رہی تھی، گھر کی مالکن نے اس کی یہ حالت دیکھ کر اپنا اولن کا سویٹر اتار کر اُسے پہننے دے دیا، اس حسن سلوک پر وہ بوڑھی خادمہ اپنی مالکن کے پیر چھونے کے لئے آگے بڑھی، اگر ہم بھی خدمت گذاروں سے اسی طرح کا حسن سلوک کریں گے تو وہ ہمارے دیوانے بن جائیں گے، چاہے ان کی قوم ہمارے خلاف کتنا ہی زہر ان کے دلوں میں بھرے' وہ نہیں مانیں گے۔

نکاح ودیگر تقاریب' دعوتِ اسلام کے مظاہرہ کا بہترین ذریعہ ہیں

محض دعوتی ذہن نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان اپنی ان تقاریب کے ذریعہ دعوتِ اسلام کا مظاہرہ نہیں کرسکتے، اس کے برعکس غیر مسلموں کی طرح اپنی شادی بیاہ کی محفلیں سجاتے ہیں، اگر آپ شادی اور دیگر تقاریب کے ذریعہ داعئ اسلام کا کردار ادا کرنا چاہتے ہوں تو جو وقت دعوت پر لکھا جاتا ہے اس کی پابندی کریں، سچے ہونے کا ثبوت دیں، وقت کی پابندی نہ کرکے دوسری قوموں کے لئے مذاق کا ذریعہ اور جھوٹے ثابت نہ ہوں، مہمان کو بلا کر خود دیر سے آکر، غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرکے، مہمانوں کو تکلیف دے کر گناہ میں مبتلا نہ ہوں، شادی میں جاہلانہ رسمیں، فضول خرچی، ناچ گانا بجانا، اسٹیج اور شادی خانے کو بے انتہاء سجا کر اور کم وقت میں سادگی سے نکاح کی تقریب ادا نہ کرکے اسلامی نکاح کے حسن اور اس کی نورانیت کو شیطانی اعمال کے ذریعہ برباد نہ کریں، آپ چاہے کتنے ہی نماز، روزہ اور حج کے پابند ہوں ایسی تقریب سے اسلام اور غیر اسلام کا فرق ظاہر نہیں کرسکتے، بلکہ سنت والے طریقے سے نکاح کا حسن اور نورانیت پیدا کرکے

داعی کا رول ادا کریں، مگر مسلمان دعوتی ذہن نہ رکھنے کی وجہ سے اپنی تقاریب کو شیطانی اعمال سے آراستہ کر کے اسلام کی شکل خراب کر دیتے ہیں، اور غیر مسلموں کی طرح اپنی تقاریب انجام دیتے ہیں۔

شادی، تجارت ملازمت و نوکری، معاملات و لین دین کے ذریعہ دعوتِ دین کے بہت مواقع موجود ہوتے ہیں، بہت سے لوگ دینداری کی بنیاد پر صرف مسجد میں نکاح کرنے کو سنت سمجھتے ہیں، مگر اعلیٰ شان مہنگے شادی خانے اور کثیر تعداد میں مہمانوں کی دعوتِ طعام، عمدہ کھانوں کا بارلڑکی والوں پر ڈالتے اور سہاگ رات آدھی سے زیادہ شادی خانہ میں ضائع اور برباد کرتے ہیں، صرف ایک وقت کی نماز مسجد میں ادا کر کے باقی نمازوں کو ضائع کرتے ہیں، اس سے اسلام اور غیر اسلام کا فرق ظاہر نہیں ہوتا۔

شادی کے موقع پر نکاح میں غیر مسلموں کو بلا کر ان کے سامنے نماز کا بھی باقاعدہ اہتمام کریں اور نکاح کے خطبہ کے ذریعہ یا شادی خانہ میں غیر مسلموں کو نکاح میں شرکت کی دعوت دے کر انہیں اسلام میں نکاح کی اہمیت و فضیلت، ضرورت اور مقصد بتلائیں، ان کے سامنے باقاعدہ بلند آواز سے اعلان کر کے سب کو دِکھا کر ہی مہر ادا کریں، سادگی کے ساتھ نکاح کا اہتمام کریں، ناچ گانے بجانے اور اسٹیج اور شادی خانے کو سجانے پر پیسہ برباد نہ کریں، کم وقت میں نکاح کی تقریب ادا کریں، اور شادی کو اتنا آسان بنائیں کہ زنا مشکل ہو جائے، اور نکاح کی تقریب میں اسلام اور غیر اسلام کا فرق دکھائیں، تو اس سے دوسری قوموں پر بہت اثر پڑے گا۔

عیسائی شادی کی تقریب خاص طور پر چرچ میں ادا کرتے ہیں، ان کی تقاریب میں باجا، ناچ گانا، عمارتوں کو سجانا، پُرتعیش کھانا نہیں ہوتا، وہ عبادت کے طور پر چرچ میں شادی کی تقریب انجام دیتے ہیں، دعوتی ذہن نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان اس عمل کو مذہبی اور دعوتِ دین کا ذریعہ اور دین کی تبلیغ نہیں بنا رہے ہیں، اور دوسری قوموں کے لئے مثال و نمونہ نہیں بن رہے ہیں، جبکہ نکاح کے ذریعہ دعوتِ اسلام کا زبردست مظاہرہ کیا جا سکتا

ہے اور اسلام وغیر اسلام کے فرق کو ظاہر کیا جا سکتا ہے۔

قرض وقت پر واپس کرنے سے مسلمان کے سچے ہونے کا احساس پیدا ہوتا ہے

سیرت کے واقعات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ کے بجائے غیر مسلم یہودی لوگوں سے قرض محض دعوتِ اسلامی کا مظاہرہ کرنے کے لئے لیتے تھے تا کہ وہ ایمان والوں کی ایمانداری کو سمجھ سکیں اور صحابہؓ کی تربیت ہو سکے، اور ان کو وقت پر ادا کر کے اور اپنی مرضی سے کچھ زیادہ بھی دیتے تھے، جس کی وجہ سے وہ اپنی کتابوں میں آخری نبی کی نشانیاں پڑھ کر جانچ کر مسلمان ہوتے تھے، صحابہ کرامؓ بھی اپنے عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں قرض کو وقت پر واپس کر کے اپنے سچے و ایماندار ہونے کا مظاہرہ کرتے تھے۔

موجودہ زمانے میں مسلمانوں میں دعوتی ذہن نہ ہونے کی وجہ سے وہ قرض لیتے ہیں اور اکثر ان میں سے ڈبو دیتے ہیں، استطاعت رکھنے کے باوجود قرض ادا کرنے کی فکر نہیں کرتے، دکاندار بڑی دکانوں سے مال لیتے ہیں، پھر اپنا نقصان اور دیوالیہ بتلاتے ہیں، حالانکہ گھریلو زندگی میں عیش وعشرت کے جاہلانہ رسم ورواج والی تقاریب برابر چلتی رہتی ہیں، مسلمانوں کے اس عمل سے ان کا امیج بہت خراب ہو گیا ہے اور وہ نماز، روزہ اور حج ادا کرنے کے پابند ہوتے ہوئے اپنے اس غلط اور دھوکہ کے عمل سے اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش نہیں کر رہے ہیں، چنانچہ مسلمانوں کے تعلق سے کہاوت مشہور ہے "قرض دینا، لینے گئے تو چپلیں گھسنا"، بعض لوگ تو کئی کئی لوگوں سے قرض لے کر ڈبو کر بھاگ جاتے ہیں، اس سے اسلام کی عملی شکل دوسروں کو نظر نہیں آ رہی ہے۔

مسلمانوں کو احساس دلایا جائے کہ وہ داعی اسلام کی حیثیت رکھتے ہیں، حدیث میں ہے کہ قرض اگر لیں تو واپس کرنے کی مکمل نیت رکھیں، اس سے اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرے گا، اگر وقت پر واپس نہ کر سکتے ہوں تو باقاعدہ مزید مہلت مانگیں اور اپنے سارے غیر ضروری اخراجات، فضول خرچی اور رسم ورواج کو ختم کر کے پہلے قرض ادا کریں، اور اگر

استطاعت آجائے تو دیر سے ادا کرنے پر اپنی طرف سے کچھ رقم زیادہ دے دیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا، اس سے قرض دینے والے بے انتہاء متاثر ہوتے ہیں، اور مسلمانوں کے اس طرح کے عمل سے اسلام پر چلنے والوں کی ایمانداری سمجھ میں آتی ہے، اور ان کے حرام طریقوں سے بچنے کا انداز نظر آئے گا اور اسلام وغیر اسلام میں فرق سمجھ میں آئے گا۔

قرض لینے والا دعوتی ذہن رکھتا ہو تو وہ جانتا ہوگا کہ قرض ادا کئے بغیر موت آجائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے قرض ادائیگی کی جب تک کوئی ذمہ داری نہ لے لیتا اس کی نمازِ جنازہ ادا نہیں کرتے تھے، لہٰذا چاہیے کہ میت کے اوپر جو قرض ہوتا ہے اس کی ذمہ داری وارثین لیں تاکہ اسلام کی صحیح عملی شکل دنیا کو نظر آئے اور دوسرے انسانوں کو مسلمانوں پر اعتماد پیدا ہو۔

داعی مسلمان وقت پر قرض ادا کرکے اسلام کی عملی شکل کو پیش کرنے والا بنتا ہے۔

طلبہ کو دعوتی ذہن دیا جائے تو وہ دعوتی اعمال کے ساتھ اسلام کا زبردست مظاہرہ کریں گے

مسلمان بچوں کو دس بارہ سال کی عمر ہی سے احساس دلایا جائے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے داعی کی حیثیت سے دوسری قوموں کے ساتھ رکھا ہے، وہ پہلے داعیٔ اسلام ہیں' پھر طالب علم ہیں، وہ اسکول اور کالج' داعی کا ذہن لے کر جائیں گے اور دوسرے بچوں کے سامنے طالب علم ہوتے ہوئے داعی کی حیثیت سے کردار ادا کریں گے، اسکول و کالج کے ذریعہ مسلمان بچے اسلام اور غیر اسلام کا مظاہرہ اچھی طرح کر سکتے ہیں، غیر مسلم طلبہ کے سامنے نماز کا وقت ہوتے ہی توحید اور شرک کے فرق کو اپنے عمل سے ظاہر کریں۔

بچوں کو سمجھائیں کہ وہ اسکول اور کالج میں دوسرے بچوں سے دوستی کرکے ان کے ساتھ بیہودہ مذاق، دل لگی، بے حیائی اور گالی گلوج کی گفتگو نہ کریں، وہاں سے کسی کی کوئی چیز چوری کرکے گھر نہ لائیں، نہ کسی کا ٹفن چوری کرکے کھائیں، دوسرے بچوں کے ساتھ

رہتے ہوئے سنجیدہ اور با اخلاق رہیں تا کہ دوسرے بچے ان کو دیکھ کران کی نقل اور مثال بنیں، اچھی عادتیں اوراچھے اعمال سیکھیں، اگر کلاس میں غیر مسلم بچے کم تعداد میں ہوں تو ان کو نہ ستائیں اور نہ ان کا مذاق اڑائیں اور نہ ان کی بے عزتی کریں، ان کو گرا ہوا نہ سمجھیں اس حرکت سے مسلمانوں کا امیج خراب ہوجائے گا اور وہ زندگی بھر مسلمانوں سے اور اسلام سے نفرت کریں گے، کبھی اسلام کو سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

اگر غیر مسلم بچے ساتھ ہوں تو اس کو غنیمت جانیں کہ اللہ نے ان کو آپ کے ساتھ پڑھنے اور دوستی کا موقع عطا فرما کران کو قریب سے اسلام کے نورانی اخلاق کو سمجھانے کا موقع عطا فرمایا، اس لئے مسلم لڑکے دعوتی ذہن بنا کراس موقع کو ضائع نہ کریں، محض دین سمجھانے اوران کی غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے ان کو دعوتِ طعام دیں، اپنے ٹفن سے آفر کریں، کچھ کھائیں تو ان کو بھی کھلائیں، کبھی بھی ان کے سامنے لڑکیوں کے تذکرے نہ کریں، فلموں اور ڈراموں کا تذکرہ نہ کریں، آوارہ، گالی گلوج کرنے والے بچوں سے دوستی نہ کریں، ان کے ساتھ مل کر استاد کو نہ ستائیں، سب سے نرمی اور اخلاق و ادب سے بات کریں تا کہ دوسرے تمام بچے آپ سے متاثر رہیں۔

اپنی لڑکیوں کو احساس دلائیں کہ وہ دعوتی ذہن کے ساتھ اسکول اور کالج جائیں اور غیر مسلم یا مسلم لڑکیوں کے سامنے محض دعوتی کردار ادا کرنے کی نیت سے دوستی کریں اور ہمیشہ اسلامی طور طریقوں کا ان کے سامنے مظاہرہ کرتی رہیں، کبھی جھوٹ، غیبت، چغلی اور بیکار گفتگو نہ کریں، اکثر بے شعور لڑکیاں دوسری لڑکیوں کی بُرائی، جھوٹی تہمت، بداخلاقی کا تذکرہ اپنی سہیلیوں سے اکیلے میں کرنے کی عادی ہوتی ہیں، دعوتی ذہن والی لڑکی ان کو اس طرح برائی کرنے سے روکے، ہمیشہ کم یا صرف کام کی بات کریں۔

لڑکیوں کو احساس دلائیں کہ وہ اگر دعوتی کردار ادا کرنا چاہتی ہیں تو لڑکیاں بے حیائی و بے شرمی، فیشن والا نیم عریاں لباس یا انگریزوں والا مردانہ لباس، باب کٹ بال بنا کر جاہل بے دین قوموں کی نمائندہ نہ بنیں؛ بلکہ اسلام کی نمائندگی اور اسلام

وغیر اسلام کے فرق کو ظاہر کرنے اور داعی اسلام کا کردار ادا کرنے کے لئے مکمل پردہ اختیار کرکے پردے کے ذریعہ دعوتِ دین کا عملی مظاہرہ کریں اور پردے کی نورانیت دوسروں پر ڈالیں اور ہو سکے تو دوسروں کو پردے کی اہمیت وفضیلت اور اس کے مقاصد سمجھائیں، ان کے سامنے کالج اور اسکول کے کسی کمرہ میں نماز اور کچھ دیر اسلامی تعلیمات اپنی ساتھی لڑکیوں کو سنانے کی فکر کریں، تاکہ غیر مسلم لڑکیاں بھی سننے کی خواہش پیدا کرلیں تاکہ انہیں اسلامی تعلیمات حاصل ہوتی رہیں اور اسلام کے متعلق ان کی غلط فہمیاں دور ہوتی رہیں۔

غیر مسلم لڑکیوں سے محض اسلام کی تعلیمات کو سمجھانے اور ان کے ساتھ رہ کر اسلامی اخلاق کے مظاہرے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے دوستی کریں، ان کے ساتھ مل کر کبھی بھی فلمی اداکاروں، ٹی وی کے ڈراموں اور گانوں کے تذکرے نہ کریں، داعی ہونے کی حیثیت سے خود بھی اسکول کے ناچ گانے کے پروگراموں اور ڈراموں میں حصہ نہ لیں، اس سے اسلام کی امیج خراب ہوجاتی ہے اور مسلمانوں کا کردار مجروح ہوتا ہے، کبھی بھی آپس میں اجنبی مرد اور لڑکوں کے بارے میں گفتگو نہ کریں، ہمیشہ اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے داعی کی حیثیت سے اسلام کا نمونہ اور مثال بنا کر پیش کریں، تاکہ غیر مسلم لڑکیاں مسلمان داعی لڑکیوں کے اخلاق وکردار سے متاثر ہوں اور ان کی صحبت و دوستی کی خواہشمند ہوں، اگر مسلم لڑکیوں کا کالج میں غیر مسلم لڑکیوں کے ساتھ مثالی کردار رہا تو غیر مسلم لڑکیاں زندگی بھر دوست بن کر رہیں گی، اور سہیلی کی حیثیت سے اپنے کاموں سے متعلق مشورہ طلب کریں گی اور اسلام و پیغمبرؐ کے بارے میں سننے کی شوقین بنیں گی، داعی مسلمان لڑکیاں انہیں اچھے اور بہترین مشورے دیں، غلط طور طریقوں سے منع کرتی رہیں، ابتدائی طور پر اپنے پیغمبر کا نام لئے بغیر پیغمبر کے ارشادات سنائیں، اگر وہ متاثر ہوجائیں تو بتلائیں کہ یہ ہمارے پیغمبرؐ کے ارشادات ہیں اور اسلام کے تعلق سے غلط فہمیوں کو دور کریں، ذومعنیٰ گفتگو کبھی نہ کریں۔

امانتدار و دیانتدار بننے سے انسانوں پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے

☆ کسی کا مکان یا دُکان کرایہ پر لے کر امانت جان کر مالک اپنا مکان یا دُکان واپس مانگے تو خالی کرنے کی کچھ مہلت لے کر واپس کردیں، پگڑی یا خالی کرنے کے لئے پیسہ نہ مانگے، اور غیر ضروری بے ایمانی کرتے ہوئے عدالت میں جھوٹا مقدمہ ڈال کر مالک کو نہ ستائیں، کرایہ وقت پر دے کر ایمانداری و دیانتداری کا ثبوت دیں، مسلمان اگر دعوتی کردار ادا کرنا چاہتا ہے اور اسلام کو بدنام کرنا نہیں چاہتا ہے تو بغیر پیسے لئے وقت پر مکان دُکان خالی کردے، اس سے دوسرے انسانوں پر مسلمان کی ایمانداری کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

☆ ایک مقام پر ایک غیر مسلم اپنے مکان کو توڑ کر بنگلہ بنانا چاہ رہا تھا، اس کے مکان میں تین ملگیاں تھیں جن میں مسلمان کرایہ سے تھے، دو مسلمانوں نے پگڑی کی رقم ایک ایک لاکھ روپئے لیکر ملگیاں خالی کردیں، تیسرے نے کہا کہ میں غریب بچوں والا ہوں اگر یہاں سے چلا گیا تو روزگار کے لئے مجبور ہو جاؤں گا، مگر مالک مکان اس سے بار بار پیسے دے کر ملگی خالی کرنے کی لالچ دیتا رہا، ایک دن غریب مسلمان اس بات کا ذکر مسجد کے امام صاحب سے کیا، امام صاحب نے پوچھا کتنے سال سے ملگی میں ہو، مسلمان نے کہا: ۱۴؍سال سے پھر امام صاحب نے پوچھا: معاہدہ کتنے سال کا کیا تھا؟ کہا: گیارہ مہینے کا، تو امام صاحب نے کہا: تم بے ایمان ہو! امانت پر قبضہ کرکے مالک کے پوچھنے پر واپس نہیں کررہے ہو، میں تمہارے حق میں نہیں اس کے حق میں دعاء کروں گا، یہ سن کر مسلمان نے بغیر پگڑی کی رقم لئے ملگی خالی کردی، غیر مسلم نے غریب مسلمان کرایہ دار سے بغیر پگڑی کی رقم لئے ملگی خالی کرنے کی وجہ پوچھی، تو مسلمان کرایہ دار نے کہا: یہ رقم میرے لئے حرام ہے، پھر پورا واقعہ سنا کر کہا کہ امام صاحب نے میرے حق میں دعاء کرنے کے بجائے تمہارے حق میں دعاء کرنے کی بات کہی ہے، اس پر غیر مسلم بہت

متاثر ہوا، امام صاحب سے تعلقات پیدا کر کے ان سے اسلامی لٹریچر مانگ کر پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔

بنگلہ بنانے کے بعد اس نے دوبارہ تین ملگیاں تعمیر کیں اور ایک ملگی اسی قدیم غریب مسلمان کو کرایہ پر دی اور کہا کہ آپ کی زندگی تک آپ میرے کرایہ دار رہیں گے، یہ ملگی کی کنجی لے لیجئے۔

بہر حال اکثر مسلمانوں کی بے ایمانی کی وجہ سے غیر مسلم لوگ اپنی دُکانیں اور مکانات ان کو کرایہ پر دینے سے انکار کردیتے ہیں اور اسلام کی شبیہ خراب کردئے ہیں۔

اسی طرح آٹو اور ٹیکسی ڈرائیور گاڑی کرایہ پر لے کر مالک کو جھوٹ بول کر ریپیرنگ کا بہانہ بنا کر یا پولیس کی رشوت کا بہانہ بنا کر کرایہ کم دیتے ہیں، یا کسی نہ کسی بہانے سے دو چار دن میں ایک بار ایک دن کا کرایہ نہیں دیتے، یہ سارے اعمال مسلمانوں کی امیج خراب کردیتے ہیں اور اسلام کی عملی شکل دوسروں کو سمجھ میں نہیں آتی۔

دکانوں، مکانات، زمینوں اور جائیدادوں پر ناجائز قبضہ کرنے والے نماز، روزہ اور حج وغیرہ بھی ادا کرتے ہیں مگر ان کے ان اعمال کا دوسروں پر کچھ بھی اچھا اثر نہیں پڑتا، ان کے اس بے ایمانی سے اسلام وغیر اسلام کا فرق دوسروں کو نہیں سمجھ میں آتا، ایسے لوگ دوسروں کی نظروں میں بے ایمان شمار کئے جاتے ہیں اور اسلام کی امیج خراب کرتے ہیں، حدیث کی روشنی میں ایسے لوگوں کا کوئی ایمان ہی نہیں۔

ڈاکٹر اپنی خدمت سے دعوتِ دین کا زبردست مظاہرہ کرسکتے ہیں

ڈاکٹرس کا پیشہ ایسا زبردست ہے کہ جس سے دوسرے مذاہب کے لوگ رات دن ان کے پاس علاج کے لئے آتے ہیں، اگر مسلمان ڈاکٹر یہ احساس پیدا کرلے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم کام کی ذمہ داری ڈالی ہے، اور مجھے اسلام کا داعی بنایا ہے، اس لئے وہ اندر سے داعی کا احساس رکھ کر بظاہر ڈاکٹر کا کردار ادا

کرے تو اس کے داعیانہ کردار کی وجہ سے مریضوں پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے، اگر وہ اپنے علاج میں دعوتی ذہن کی وجہ سے مریض کو جھوٹ سے پریشان نہ کرے اور غیر ضروری معائنے نہ کروا کر کم سے کم خرچ میں علاج کرے اور مریض کے ساتھ ہمدردی اور پوری توجہ کا سلوک کرے تو مریض اس کا دیوانہ بن کر اس کی تعریف کرتا رہے گا، داعی ڈاکٹر کے اخلاق سے متاثر رہے گا اور دیگر مریضوں کو اسی کی طرف رجوع کرے گا، لیکن اکثر مسلمان ڈاکٹر دعوتی ذہن نہ رکھ کر مریضوں کو جھوٹ کے ذریعہ ڈرا کر، غیر ضروری معائنوں کے ذریعہ پیسے خرچ کرواتے ہیں اور پیسہ زیادہ اصول کر لیتے ہیں، ہمدردی و رحم کا جذبہ نہیں رکھتے، اکثر ڈاکٹر جس دواخانے سے کمیشن ملتا ہے مریض کو وہیں بھیج دیتے ہیں اور اسی میڈیکل سے دوا خریدنے کا اور اسی لیاب سے غیر ضروری ٹیسٹ کروانے کو کہتے ہیں جہاں سے کمیشن زیادہ ملتا ہے، یہ بے ایمانی اور بے رحمی ہے، اسلامی تعلیمات اور داعیانہ کردار کے خلاف ناپسندیدہ عمل ہے۔

وکیل بھی اپنے پیشے میں زبردست داعی کا کردار ادا کر سکتے ہیں

وکیلوں کے پاس بھی ہر قوم کا آدمی اپنی ضرورت سے مشورہ کے لئے یا مقدمات لے کر آتا ہے، مسلمان وکیل کا دعوتی ذہن نہ ہو تو وہ موقع کے لحاظ سے فائدہ اٹھا کر آنے والے کو جھوٹ بول کر مختلف قانون بتلا کر اپنے اعتماد میں لے لیتے ہیں، پھر مقدمہ کے لئے کچھ رقم کا وعدہ لے لیتے ہیں اور مقدمہ شروع ہوتے ہی جھوٹ بول کر ضرورت سے زیادہ مختلف کاموں کے لئے پیسہ وصول کرتے رہتے ہیں، یا پھر مخالف پارٹی سے مل کر ان سے بھی ساز باز کر کے پیسہ لے کر اپنے مؤکل کو دھوکہ میں مبتلا کر دیتے ہیں اور مقدمہ ہارنے تک اس کو کامیابی کا جھوٹا یقین دلاتے رہتے ہیں، جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے۔

اگر مسلمان وکیل سچا ہو اور دعوتی ذہن رکھنے والا ہو تو شروع ہی میں جھوٹا مقدمہ لڑنے سے انکار کر دے اور مشورہ کے لحاظ سے کامیاب ہونے نہ ہونے کا اظہار کر دے،

ایسے لوگ داعیانہ ذہن کے ساتھ سچ بولیں گے اور مخالف پارٹی سے کبھی ساز باز نہیں کریں گے، جھوٹ بول کر پیسہ وصول کرنا حرام سمجھیں گے، وکیل اپنے اس دعوتی کردار کی وجہ سے ہر قوم کے لوگوں میں اعتماد حاصل کر سکتے ہیں، اسی لئے عام مسلمان زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کو بدنام نہ کریں اور اسلامی کردار کا عملی مظاہرہ Demostration کریں۔

بے پردگی کی وجہ سے اسلام وغیر اسلام کا فرق مٹ گیا

پوری دنیا میں اکثر مسلم عورتیں ماڈرن ایجوکیشن حاصل کرنے اور دولت آجانے یا غریب لوگ اسلامی پردہ اختیار نہیں کرتے یا پردہ کرنے کو غیر مہذب سمجھتے ہیں، اسلام کے مقابل مغربی تہذیب کو اختیار کر کے لباس اور پردہ کرنے میں جان بوجھ کر اسلام کے خلاف عمل کرتے ہیں اور دنیا کے سامنے مسلمان ہوتے ہوئے عمل سے غیر مذہب کی نمائندگی کرتے ہیں، اور اللہ کے حکم کے خلاف بے پردگی کو عام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے عورت کو پردہ اختیار کر کے عملی اعتبار سے دعوتِ دین دینے کا موقع عطا فرمایا، پردہ اختیار کر کے وہ اسلام اور غیر اسلام کے فرق کو آسانی سے دنیا کے دوسرے انسانوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہیں، اس لئے مسلم عورتوں اور لڑکیوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ وہ پردہ نہ کرنے سے دنیا کے سامنے اسلام کی تصویر بہت خراب ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں داعی کی حیثیت سے زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے، اگر آپ واقعی داعی کا کردار ادا کرنا چاہتی ہوں تو دعوتی ذہن کے ساتھ مکمل پردہ اختیار کر کے گھر سے باہر نکلیں اور دنیا کے سامنے اسلام وغیر اسلام کا عملی نمونہ پیش کریں ورنہ کل قیامت میں غیر مسلموں کی طرف سے آپ کو عملی اعتبار سے داعی اسلام نہ بننے کا مجرم ٹھہرایا جا سکتا ہے، مغربی کلچر کی عورتیں' مسلمان عورتوں کے لباس اور پردہ کو دیکھ کر ترستی ہیں کہ کاش انہیں بھی ایسا عزت دار کلچر اور تمدن ملا ہوتا! بہت سی مسلم عورتوں کے پردہ سے متاثر ہو کر مغربی عورتوں نے اسلام قبول کیا اور سکون پایا۔

مسلمانوں کی جاہلانہ رسوم و بدعات نے اسلام وغیر اسلام کے فرق کو مٹادیا

مسلم معاشرے میں اسلامی تعلیمات اور سنت کے طریقوں کے مقابل باپ دادا کی اندھی تقلید اور جاہلانہ رسموں، بدعات وخرافات کی زیادتی کی وجہ سے دنیا کو اسلام و غیر اسلام کا فرق سمجھ میں نہیں آرہا ہے، اور وہ ان رسموں اور بدعات کو اسلامی تعلیمات کا حصہ سمجھ رہے ہیں، اس لئے داعی مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ غیر مسلموں کے سامنے سب سے پہلے بدعات وخرافات کو غیر اسلامی بتلائیں اور سمجھائیں کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یہ صرف اور صرف قرآن وحدیث کی تعلیم صحیح طریقے سے حاصل نہ کرنے کا نتیجہ ہے، اسلامی تعلیمات کیا ہیں سمجھائیں اور کہیں کہ مسلمانوں کے ان جاہلانہ طریقوں کو دیکھ کر اسلام کا غلط اندازہ نہ لگائیں، اور عام مسلمانوں کو یہ احساس دلائیں کہ وہ دعوتی ذہن نہ رکھنے کی وجہ سے اسلام کی تصویر کو بدعات ورسومات کے ذریعہ بگاڑ رہے ہیں، کل قیامت میں اسلام کی غلط نمائندگی اور تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے پر وہ مجرم ٹھہرائے جاسکتے ہیں، اس لئے داعی اسلام بن کر یہ تمام بدعات وخرافات اور رسوم و رواج ترک کر کے اسلامی طور طریقوں اور سنت والی زندگی کو اختیار کیجئے اور دنیا کے سامنے دعوتی ذہن رکھ کر اسلام کا مظاہرہ Demostration کیجئے اور داعی ہونے کا کردار ادا کیجئے، اگر غلط طور طریقوں اور رسوم و رواج دنیا کے سامنے پیش کریں گے تو پھر فعل یعنی عمل سے تک دعوت کا کام نہ کرنے کے بہت بڑے مجرم قیامت کے دن شمار کئے جاسکتے ہیں۔

عام مسلمانوں کو حسب ذیل ہدایات بھی دیجئے تا کہ وہ اپنے اعمال سے دعوتی ذہن رکھ کر اسلام اور غیر اسلام کے فرق کو ظاہر کر سکیں

☆ جب بھی غیر مسلموں کے درمیان رہیں نماز کا وقت ہوتے ہی فوراً نماز ادا کرنے کے لئے مسجد جائیے، یا وہیں پر وضو کر کے نماز ادا کیجئے، ہوسکے تو کچھ قرآن مجید کی آیات بلند آواز سے تلاوت کر کے سنائیے، فتح مکہ کے بعد جب طائف کے مشرکین اپنے رشتہ داروں سے ملنے مکہ آئے تو صحابہؓ نے حضور ﷺ سے اجازت مانگی، حضور ﷺ نے اجازت

دے کر فرمایا: ان کو وہاں ٹھہراؤ جہاں تم نماز ادا کررہے ہو اور تلاوت بھی سناؤ، مسلمان داعی کے اس عمل سے غیر مسلموں کو توحید خالص اور عبادت کا نورانی طریقہ نظر آئے گا۔

☆ مسلمانوں کو یہ بھی سمجھایا جائے کہ وہ جب بھی کسی سے اور خاص طور پر غیر مسلموں سے گفتگو کریں تو گفتگو میں اللہ کی تعریف، بڑائی، شکر، مدد یا پاکی اور کمال کے کلمات ادا کرکے ان کے سامنے ہر بات میں اللہ سے تعلق کا احساس دلائیں اور انشاء اللہ، ماشاء اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کہیں، وہ کسی کام میں مدد کریں تو ہدایت کی نیت سے جزاک اللہ کہیں، ہوسکتا ہے کہ اُسے اس دعاء سے جزا کے طور پر ہدایت مل جائے، تمام انسانوں سے اللہ کو بھول کر غفلت میں گفتگو نہ کریں، سورۂ کہف میں یہ اشارہ دیا گیا کہ جب بھی وعدہ کریں تو ان کے سامنے انشاء اللہ کہا کریں، اور ہو سکے تو ان کلمات کے معنیٰ سمجھائیں اکثر دیکھا گیا کہ جب وہ ان کلمات کے معنیٰ جان گئے تو وہ بھی ان کلمات کو ادا کرتے ہوئے بات کرنے لگے۔

☆ بہت سے غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مانتے ہیں، ان پر یہ ظاہر کریں اور احساس دلائیں کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا پیغمبر اور رسول مانتے ہیں، خدا نہیں مانتے، وہ اللہ کے بندے ہیں، ہم محمد ﷺ کی عبادت نہیں کرتے نہ ان کو خدا کا مقام دیتے ہیں، ان کو مخلوق مانتے ہیں، ان میں کسی قسم کی خدائی قدرت نہیں مانتے، البتہ ہم اللہ کی عبادت، اللہ کی اطاعت و بندگی ان کی نقل میں کرتے ہیں، اور ان کی طرح اللہ نے اپنی اطاعت و بندگی کرنے کی تعلیم دی ہے وہ قرآن مجید کی پریکٹیکل مثال ہیں۔

☆ اگر کوئی غیر مسلم دوست قرض مانگے اور استطاعت ہو تو دعوتی ذہن کے تحت ضرور دیں اور قرض واپس لینے میں نرمی و سہولت دیں، وہ نہ دے سکے تو معاف کردیں، اور اس کو احساس دلائیں کہ ہم قرآن کے حکم کے مطابق بغیر سود کے قرض حسنہ دیتے ہیں، اس سے دوسری قوم میں مرعوب ہوکر اسلام و غیر اسلام کے فرق کو آسانی سے سمجھ سکے گی۔

☆ اگر غیر مسلم پر مصیبت و پریشانی آجائے یا وہ بیمار ہوجائیں تو روزانہ اس کی عیادت

کریں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم بوڑھیا جو ہر روز اوپر سے آپ ﷺ پر کچرا پھینکتی تھی، جب کچرا پھینکنا بند ہوگیا تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے، آپ ﷺ نے اس کی عیادت کی، حضور ﷺ کے اس عمل سے وہ متاثر ہوکر ایمان قبول کرگئی، ہوسکے تو غیر مسلموں کی عیادت کرتے وقت کچھ میوہ یا کچھ پیسے بطور تحفہ دیں، اور اگر دواخانہ لے جاسکتے ہوں تو لے جائیں اور دوائیں وغیرہ لاکر دیں، ان کے سامنے ٹھہر کر اللہ سے اس کی روحانی وجسمانی صحت کی دعاء کریں، سورۂ فاتحہ پانی پر دم کرکے دیں اور اللہ ہی سے دعاء مانگنے کا احساس دلائیں، ہر روز ٹیلیفون کرکے خیریت دریافت کرتے رہیں، اس عمل کی وجہ سے وہ داعی کے بہت قریب آجائے گا اور اس کو اپنا خیر خواہ سمجھ گا، رشتہ دار سے زیادہ محبت کرے گا۔

☆ غیر مسلموں سے دوستی میں اسلام کو سمجھانے اور اللہ کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو سمجھانے کی کوشش کریں، گفتگو میں حکمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کو ان کی زبان کے لحاظ سے پربھو، پرماتما، ایشور من موہن (دل کا پیارا) گاڈ کے نام سے ذکر کریں تاکہ وہ دلچسپی کے ساتھ گفتگو سنیں اور ان کو یہ احساس دلائیں کہ سب کا خدا و مالک ایک ہی ہے، الگ الگ نہیں، جس طرح پانی کو تلگو میں نیل، انگریزی میں واٹر، اردو میں پانی کہنے سے وہ الگ الگ نہیں ہوجاتا، اسی طرح انسان اپنی اپنی زبانوں میں اللہ کو الگ الگ ناموں سے ماننے سے وہ الگ الگ خدا نہیں ہیں، تمہارا ہمارا ساری مخلوقات کا مالک ایک ہی ہے، اس نے ہم سب کو حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے پیدا کیا ہم بھائی بھائی ہیں، جب انسان دنیا کے مختلف ملکوں میں پھیل گئے تو کوئی ہندو بنا، کوئی پارسی، کوئی عیسائی، کوئی یہودی، اور اپنی اپنی زبانوں میں اس کو مختلف ناموں سے یاد کرنے لگے، مگر سب اُسی کو بڑا مانتے ہیں۔

☆ عام طور پر اکثر غیر مسلم نماز کے وقت اذان دینے سے بہت متاثر ہوتے ہیں اور سننا چاہتے ہیں، اذان کے کلمات عربی میں سن کر اطمینان محسوس کرتے ہیں اور بعض نے تو نماز کے لئے اس طرح بلانے سے متاثر ہوکر اور پسند کرکے ایمان بھی قبول کیا ہے، ایک نومسلم عورت نے اپنے وطن واپس آکر کہا کہ اگر میں مصر میں پہلے اسلام قبول نہ کی ہوتی تو

شاید ایسے بھونڈے انداز میں اذان سن کر اسلام سے دور ہو جاتی، اس لئے مسجد کے ذمہ دار اگر دعوتِ دین دوسروں تک پہنچانا چاہتے ہیں تو وہ دعوتِ دین کی خاطر صحیح تلفظ اور خوبصورت و بلند آواز کے ساتھ اذان دینے والوں کو مؤذن رکھیں، جس طرح خوش الحان اور بہترین حافظ و قاری کو امام رکھا جاتا ہے اسی طرح خوش الحان بہترین قاری کو مؤذن رکھیں، اس غرض سے مسلم نوجوانوں کو صحیح تلفظ اور خوش الحانی سے اذان کی تربیت دلوائی جائے، ہو سکے تو غیر مسلموں کو اذان کے معنیٰ بھی سمجھانے کی فکر کریں، اس سے دوستی کا حق بھی ادا ہوگا اور وہ دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور دین کی دعوت بھی سنتے رہیں گے اور ہماری دعوتِ دین کی ذمہ داری بھی ادا ہوتی رہے گی، اور غیر مسلموں کو عربی زبان میں اذان سننے کی کشش کھینچ کر لائے گی اور ان میں اذان بار بار سننے کی خواہش پیدا ہوگی، جس طرح قرآنی آیات کے سننے کی وہ کشش و خواہش رکھتے ہیں۔

مگر عام طور پر مسجد کی کمیٹیوں کے ذمہ دار جاہل اور دعوتی ذہن سے خالی لوگ ہیں، اس کی وجہ سے وہ اس پر توجہ نہیں دیتے اور بھونڈے اور بے ڈھنگے انداز میں اذان دینے والوں یا بوڑھوں کو رسماً اذان دینے کے لئے مقرر کرتے ہیں، جس سے غیر مسلم ہر جگہ متاثر نہیں ہوتے، اس لئے اذان کے ذریعہ اسلام کی شان اور دعوت کو ظاہر کرنے کے لئے علاحدہ اذان دینے والوں کو مقرر کریں، غیر مسلم پانچ وقت قرآن سننے مسجد تو نہیں آسکتے، صرف گھر بیٹھے عربی میں اذان سنتے ہیں، اس لئے نوجوان مسلم لڑکوں کو اسی غرض سے صحیح تلفظ اور خوش الحانی کے ساتھ اذان کی تربیت دیں، ان سے عمدہ اور بلند آواز سے اذان دلوا کر تبلیغ کا حق ادا کریں، پوری دنیا میں اذان لاؤڈ اسپیکر پر دی جاتی ہے، اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے اذان دینے والے کو دعوتِ دین کا ثواب بھی برابر ملتا رہتا ہے، اور انسانوں پر حجت قائم ہو جاتی ہے۔

☆ اکثر کالونیوں اور کامپلکس میں مسلم اور غیر مسلم ایک ساتھ رہتے ہیں، یا پھر مردوں میں دوستی ہونے کی وجہ سے غیر مسلم اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو لے کر مسلمان

دوستوں کے گھر ملنے آتے ہیں، اکثر مسلمان دعوتی ذہن نہ رکھنے کی وجہ سے ان کے آنے پر اپنی عورتوں اور ان کی عورتوں کے ساتھ پردے کا اہتمام نہ کرکے ملتے جلتے ہیں، اور غیر مسلم عورتوں سے ہنسی مذاق اور دل لگی بھی کرتے ہیں، اس کو وہ مہذب اور ترقی یافتہ کلچر سمجھتے ہیں، یہ غیر اسلامی تہذیب ہے، اس لئے عام مسلمانوں کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ اگر آپ دعوتی کردار ادا کرنا چاہتے ہوں اور داعیوں میں اپنا نام لکھانا چاہتے ہوں تو غیر مسلموں کے آپ کے گھر آنے پر ان کی عورتوں کو اپنی عورتوں کے ساتھ علاحدہ پردے میں اندر بھیج دیں، اور اپنی عورتوں کو اپنے دوستوں کے سامنے نہ نکالیں، اس طرح اسلامی کلچر کو ظاہر کریں، مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ بیٹھیں، ان کی عورتوں سے زیادہ بات نہ کریں، اگر بات کرنا ہو تو ان سے ماں، بہن، بیٹی کے الفاظ کے ذریعہ نگاہیں نیچی رکھ کر سنجیدہ ہو کر گفتگو کریں، غیر ضروری بات نہ کریں، اپنی عورتوں کو ان کے سامنے بے حیاء و بے شرمی والا لباس پہننے سے منع کریں تاکہ وہ عورتیں مسلمان عورتوں میں آکر ان کی تہذیب و تمدن اور کلچر کو دیکھ سکیں، ہوسکے تو اپنی عورتوں کو سر پر اسکارف پہنا کر بٹھائیں، نیم عریانیت سے بچائیں، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دوسری قوموں کے ساتھ ملا کر رکھنے کی حکمت بھی یہی رکھی ہے کہ مسلمان ان کے سامنے عمل سے اسلامی کلچر پیش کریں، غیر مسلم لوگ آپ کے گھر آنے پر ان کو فلموں، ٹی وی کے ڈراموں یا سیاسی گفتگو نہ کرکے نفسیاتی طور پر مقصدِ زندگی، اللہ کی پہچان جیسے عنوانات پر گفتگو کرنے کی تڑپ اور فکر رکھیں، ان کے سامنے خود بھی دوسروں کی برائی نہ کریں اور نہ انہیں کسی کی برائی اپنے سامنے کرنے دیں، اپنی عورتوں سے غیر مسلموں کو پردہ کی اہمیت سمجھانے کی ترغیب دیں، اور شادی بیاہ میں حرام مال لینے کے غلط ہونے کا احساس دلائیں، ہوسکے تو پوری انسانیت میں نام لئے بغیر مسلم اور غیر مسلم بے شعور لوگ مقصدِ زندگی کے خلاف کس طرح زندگی گذار رہے ہیں بتلائیں۔

☆ بعض غیر مسلموں کے ظلم و زیادتی پر دعوت کی فضاء کو قائم رکھنے کے لئے یکطرفہ صبر

اختیار کریں اور طاقت رکھتے ہوئے انہیں معاف کردیں، محبت نرمی اور حکمت سے جاہلوں کو سمجھائیں، گالی کا جواب گالی سے نہ دیں، احسن طریقے یعنی حسن اخلاق سے پیش آئیں تا کہ وہ اپنی جاہلیت سے شرمندہ ہوجائیں، پیشاب کو پیشاب سے نہیں پانی سے دھویا جاتا ہے۔

☆ راستہ چلتے وقت اگر واقعی کوئی ضرورت مند لفٹ مانگے تو ان کی مدد کیجئے، بس اور ریل میں سفر کرتے وقت کسی کو سیٹ نہ ملے تو کچھ جگہ نکال کر اپنے بازوں بٹھالیں، اس کو پڑوسی تصور کریں، چائے وغیرہ پلا کر اس کو دوست بنالیں، اور پھر بہترین انداز میں زندگی کے مقصد کو سمجھائیں، اسلام کا نام لئے بغیر بہت ساری اس کے کام کی باتیں بتلائیں۔

☆ عام مسلمانوں کو احساس دلائیں کہ وہ کبھی بس یا ریل میں بغیر ٹکٹ سفر نہ کریں، اور ہوائی جہاز کے سفر میں کسٹم کی منع کردہ چیزوں کو نہ لے جائیں، سامان کا وزن برابر کرواکر کرایہ ادا کریں، اس کا اثر غیر مسلموں پر یہ پڑے گا کہ مسلمان ایماندار ہوتے ہیں، وہ ان پر بھروسہ کریں گے، بغیر ٹکٹ بس یا ریل میں سفر کرنا بے ایمانی ہے، اس سے مسلمان کی امیج خراب ہوجاتی ہے۔

☆ ہمیشہ غیر مسلموں سے نرمی، عزت اور اخلاق سے ملیں، کبھی بے عزتی اور ان کو گرا ہوا اور جہنمی نہ سمجھیں، ان کے عقائد و اعمال کا مذاق نہ اڑائیں اور نہ تنقید کریں، بلکہ حکمت و دانائی سے احسن طریقہ اختیار کر کے دلوں کو متاثر کرنے والی گفتگو کریں، مباحثہ یا مقابلہ آرائی نہ کریں، ان کا دل جیتنے کی کوشش کریں، موقع و محل کے مطابق گفتگو کریں، بے وقت و بے محل دعوتِ دین کی گفتگو نہ کریں، مثلاً پریشانی، بھوک، بیماری، قرض یا غم کے حالات کو سمجھیں، ایسے حالات میں ان کی مدد کریں، زلزلے، طوفان، بربادی یا خراب حالات میں حقوق العباد ادا کرنے اور مدد کے لئے دوڑیں۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں اور کمزوروں کا سامان تک سر پر اٹھا کر گھر پر پہنچاتے، اور ہم اس سے دور ہیں، اس عمل کی نقل میں طوفان اور زلزلوں کے وقت تیزی سے خدمتِ خلق کے لئے بھاگ کر آنے میں باطل نے حق کی روش اختیار کرلی۔

☆ یہ تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو یہ احساس ہو جائے کہ وہ پہلے داعی ہیں پھر ڈاکٹر، وکیل، تاجر، ملازم، طالب علم، پڑوسی وغیرہ سب کچھ، مسلمان نماز، روزہ، حج، داڑھی اور پردہ وغیرہ کے علاوہ زندگی کے دوسرے کاموں میں بے شعور اس لئے ہیں کہ ان کو کوئی یہ نہیں سمجھتا ہے کہ وہ غیر مسلموں میں داعی کے کردار کے ساتھ کس طرح رہیں؟ کس طرح وہ غیر مسلموں کے ساتھ دعوتی اعمال والی زندگی گذاریں، ان کو یہ سب ترغیبات اور شعور دیا جائے تو وہ عام مسلمان ہونے کے ناطے دعوتی ذہن لے کر اسلامی کردار کے مظاہرے کے ساتھ زندگی گذاریں گے۔

ان کو زیادہ تر طہارت، وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، پردہ کرنے، ناچ گانے بجانے سے بچنے، نکاح کو جاہلانہ رسموں سے پاک کرنے ہی کی حد تک ذاتی اعمال اختیار کرنے پر تقاریر کی جاتی ہیں، اس سے وہ وہ زیادہ تر ان ہی اعمال کے پابند بنے ہوئے ہیں۔

صرف بڑے بڑے مجمعوں کو جمع کر کے قانونی حیثیت سے دعوت دو، داعی بنو کہیں تو وہ قطعی طریقہ کار نہ جاننے کی وجہ سے کبھی تیار نہیں ہوتے، پوری دنیا میں آج یہی شور ہو رہا ہے۔

جو لوگ دعوتی ذہن رکھ کر دعوت کا کام کر رہے ہیں ان سے جب عام مسلمان اس طرح کی ترغیبات سن کر دعوت دینے کا طریقہ پوچھتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ دعوت کا کوئی لگا بندھا طریقہ کار نہیں ہے، یہ خاص لوگ اپنے طریقے پر جو دعوت کا کام کرتے ہیں ان کی صلاحیتیں عام لوگوں میں نہیں آسکتیں، چنانچہ اگر یہ خاص لوگ عوام کو دعوتی ذہن دے کر اس طرح پہلے عمل سے دعوت دینے کا طریقہ سکھائیں گے تو امت کا ایک بہت بڑا طبقہ خود اپنی اصلاح بھی کرلے گا اور آہستہ آہستہ تجربہ اور ترقی کر کے حقیقی داعی بھی بن سکتا ہے، ورنہ امت کو اس طرح نہ سمجھایا جائے تو جو خاص لوگ دعوت کا کام کر رہے ہیں وہ ان کی زندگی کی حد تک ہی چلے گا، اس لئے پوری امت سے دعوت کا کام لے کر انہیں دعوتی طریقہ کار سکھائیں۔

یہ ساری تفصیل اس لئے بیان کی گئی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے معاشرے میں اور بعد کے مسلم معاشروں میں بہت بڑا فرق پیدا ہوتا گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے

میں صحابہ کرامؓ بے عمل نہیں رہتے، اپنے عمل سے اسلامی کردار کا Demostration کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوت کا کام کرنے والے صحابہؓ کی دعوت سے دوسری قومیں قولی اور فعلی اسلام کی شکلیں دیکھتیں، مگر بعد کے زمانوں میں تربیت کے صحیح نہ ملنے کی وجہ سے زیادہ تر زبانی باتیں بیان ہورہی ہیں، عملی شکلیں نظر نہیں آرہی ہیں، مسلمانوں کی اکثر اور بڑی تعداد ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود عملی شکل پیش نہیں کررہی ہے۔

موجودہ زمانے میں بعض لوگوں کو غیروں میں دعوتِ دین کا کام کرنے کے لئے دیگر مذاہب کا لٹریچر سکھانے کی کوشش کی جارہی ہے، مذہبی تقابلی مطالعہ کے ذریعہ اسلام اور غیر اسلام کے فرق کی تعلیم دی جارہی ہے، جبکہ بہت سے لوگ اسلام کی ایمانیات ہی کی تفصیل نہیں جانتے، بیشک یہ کوشش ایک حد تک ٹھیک ہے، مگر یہ دوسرے درجہ کی محنت ہے، اس سے بھی پہلے وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ صحیح عقیدہ کے ساتھ دعوتی اعمال اختیار کرنے کی تعلیم دی جائے، ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ مسلمانوں میں ہر روز ہزاروں لوگ مرتد ہورہے ہیں، ایسی صورت میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دعوت صرف غیروں کو دینے کا نام ہے، حالانکہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی کثیر تعداد عقائد اعمال کے اعتبار سے شرک میں گرفتار ہیں، وہ اللہ کی پہچان ہی نہیں رکھتی۔

مولانا الیاس کاندھلویؒ نے اسی لئے مسلمانوں کی اصلاحِ معاشرہ نہیں بلکہ ان میں ایمان و یقین پیدا کرنے کے لئے اُٹھے تھے، اور اس وقت مسلمانوں کو بھی صحیح عقیدہ و ایمان سمجھانا بے انتہاء ضروری ہے، اگر ان پر محنت نہ کی جائے تو وہ بغیر ایمان کے یا غلط ایمان کے ساتھ دنیا سے چلے جائیں گے اور آخرت میں برباد ہوجائیں گے۔

اصلاح کا کام تو ان لوگوں میں کیا جاسکتا ہے جو ایمان صحیح رکھتے ہوئے اعمال میں غلطی کررہے ہوں، جب عقیدہ ہی صحیح نہ ہو تو ان کو بھی دعوتِ ایمان دینا ضروری ہے اور عقیدہ کو صحیح کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆